﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۱۳؍ فروری ۲۰۰۴ء | ۲۱؍ذی الحجہ ۱۴۲۴ہجری قمری ۱۳؍تبلیغ ۱۳۸۳ہجری شمسی | شمارہ ۷

شہرت اور دکھاوا

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
قیامت کے دن پہلے تین افراد جو آگ میں ڈالے جائیں گے یہ ہیں:
(۱) حافظ قرآن جس نے شہرت کی خاطر قرآن حفظ کیا۔(۲) وہ دولت مند جو دکھاوے کی خاطر خرچ کرتا ہے۔(۳) وہ شہید جو بہادری دکھانے کے لئے لڑا اور مارا گیا۔(جامع ترمذی کتاب الزھد باب الریا)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے
اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا

’’میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاوں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کردیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے مبارک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔اور مجرموں کی راہ ظاہر ہوجائے۔سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کیساتھ آئے گا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا‘‘۔ (اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء۔تذکرہ صفحہ ۱۳۶۔مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

حقوق العباد کی ادائیگی، قریبی رشتہ داروں اور یتیموں سے احسان کرنے کا پر معارف تذکرہ
خداتعالیٰ کی پرستش کرو، والدین سے احسان اور یتیموں سے حسن سلوک سے پیش آؤ
اگر ہر ایک اپنے دائرے میں حسن سلوک کرنے والا بن جائے تو دنیا کے فساد ختم ہو جائیں گے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۳؍جنوری ۲۰۰۴ء)

(لندن ۲۳؍جنوری): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح لندن میں ارشاد فرمایا۔تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۷ تلاوت کی اور فرمایا گزشتہ جمعہ میں میں نے والدین سے حسن سلوک اور ان کے حقوق کے بارہ میں کچھ عرض کیا تھا، ابھی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری عبادت کرو، اور اس طرح عبادت کرو جو عبادت کا حق ہے، نہ چھوٹے نہ بڑے بت میری عبادت سے روک سکیں پھر والدین سے حسن سلوک کا ذکر ہے، پھر فرمایا دین کی صحیح تعلیم پر عمل کرنے کے لئے تم نے جو اخلاق کے اور بھی اعلیٰ معیار دکھانے ہیں۔اگر ان اخلاق کے معیار کو تم نے قائم کرلیا تو پھر تم نے مقصد کو پالیا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہو گے۔فرمایا وہ معیار یہ ہیں کہ تم قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو، یتیموں کا خیال رکھو، اور اس حدیث کو یاد رکھو کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں اور یتیم کی پرورش کرنے والے جنت میں اس طرح ساتھ ہونگے جس طرح دو انگلیاں ہیں۔حضور انور نے فرمایا جماعت میں یتیموں کی خبرگیری کا بڑا اچھا انتظام موجود ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سلسلے میں جماعت دل کھول کر امداد کرتی ہے۔حضور انور نے مختلف ممالک کے امراء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے ملک میں ایسے احمدی یتامیٰ کی تعداد کا جائزہ لیں جو مالی لحاظ سے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

مسجد ۔ امن و سکون کا مرکز

قرآن مجید میں مساجد کی اہمیت اور مساجد کے آداب کا اصولی اور معین رنگ میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ انبیاء سے مساجد کی حرمت اور آداب کی پابندی کا عہد لینے کا بھی ذکر آیا ہے۔اسی طرح فرمایا کہ مساجد کی آبادی یعنی ان کی عزت وحرمت اور آداب کا خیال تو حقیقی مومن ہی رکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے بھی مسجد کو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں مرکزی مقام عطا فرمایا اور مساجد میں عبادت، ذکر الٰہی کے علاوہ قومی اہمیت کے تمام کام بھی وہاں پر ہی سرانجام دئے اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص باقاعدہ مسجد میں آتا ہو تو یہ امر اس کے ایمان کا ثبوت ہے۔

مسجد کی اہمیت اور مرکزیت کے پیش نظر اس امر کی اہمیت کا ہمارے گھروں میں ذکر اور چرچا رہنا چاہئے۔مسجد جاتے وقت وضو کرنا، صاف ستھرے کپڑے پہننا، اگر ممکن ہو تو خوشبو کا استعمال کرنا عبادت و مسجد کے احترام کے لئے تو ضروری ہے مگر اس کا ایک اور بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ہمارے اس اہتمام و تیاری کو ہمارے بچے دیکھیں گے تو ان کے دلوں میں بھی مسجد کا احترام غیر محسوس طور پر داخل ہو جائے گا اور اس طرح داخل ہونے والا احساس ہمیشہ بچے کے ساتھ رہے گا۔

یہ تو مسجد اور عبادت کے لئے گھر سے نکلتے وقت کی تیاری ہے۔اور جب بچہ مسجد میں جانے کی عمر کو پہنچ جائے تو پھر اسے باقاعدہ ان آداب کے متعلق سمجھایا اور بتایا جائے تو بچپن کی عادت اور احساس کی وجہ سے وہ اس بات کو جلدی اور آسانی سے سمجھ جائے گا مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ہم خود بھی بعد میں جا کر اطمینان وسکون سے صفوں کا خیال رکھتے ہوئے قبلہ رخ بیٹھ کر خاموشی سے ذکر الٰہی میں مصروف ہو جائیں۔اس طرح کرنے سے پھر مسجد میں فضول اور دنیوی باتیں کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔وہ شخص جو آپ سے بعد میں مسجد میں آئے گا وہ آپ کی خاموشی اور یکسوئی کو دیکھتے ہوئے ادھر اُدھر کی باتیں شروع ہی نہیں کر سکے گا اور اسے بھی یہی مناسب نظر آئے گا کہ وہ آرام سے مسجد میں بیٹھ کر مسجد کی برکات سے استفادہ کرے۔

جماعت احمدیہ کا قیام خالصۃً روحانی مقاصد کے لئے تھا۔ ہر وہ شخص جسے قبول احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی تھی وہ ابتلاء آزمائش کی کٹھالی میں ڈالا جاتا اور اس طرح اپنے ایمان کو مضبوط وخالص کرنے کے مواقع حاصل کرتے ہوئے اپنے روحانی اعلیٰ مقاصد کے لئے کوشاں رہتا۔صحابہ کرام کا سا یہ طریق عمل اور طرز زندگی بعض اس وقت کی مشہور ہستیوں کو اچھا نہ لگا اور انہوں نے جماعت کی مخالفت میں اعلیٰ اسلامی اقدار کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی مساجد کے باہر نہایت دلآزار قسم کی ایسی عبارتیں آویزاں کر دیں جن کا مطلب یہ تھا کہ ان مساجد میں احمدیوں کو داخل ہونے اور نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔اپنے اس اقدام سے انہوں نے جہاں ایک طرف اپنے آپ کو اسلامی اقدار اور روایات سے الگ کر لیا وہاں احمدیوں کو یہ سکون واطمینان بھی ملا کہ وہ سنت نبوی پر عمل پیرا ہیں اور اعلیٰ اسلامی اقدار کے قیام کے لئے قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔

مخالفوں کی مخالفت اور حسد کی آگ نے اسی پر اکتفا نہ کیا کہ احمدی ان کی مساجد میں (حالانکہ مسجد تو اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے) داخل نہ ہوں بلکہ یہ دیکھتے ہوئے کہ احمدیوں نے مساجد کی آبادی میں کوئی کمی نہیں آنے دی بلکہ عبادت وذکر الٰہی میں انہماک سے انہیں اور زیادہ آباد کر لیا ہے تو یہ کوشش شروع کر دی گئی کہ احمدیوں کی مساجد کو مساجد کا نام نہ دیا جائے یا یہ کہ احمدی مساجد نہ بنا سکیں حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ برصغیر ہندو پاکستان کے دیہات میں قریباً ہر جگہ ہی مساجد احمدیوں اور دوسرے شرفاء کی مشترکہ عبادتگاہیں تھیں۔ جہاں یکے بعد دیگرے خدا تعالیٰ کی عبادت کی جاتی تھی اور اس وجہ سے کبھی کوئی دنگا فساد نہ ہوا تھا مگر امن وسکون کی اس فضا کو برباد کر کے غالباً یہ سمجھا گیا کہ اس طرح احمدی مساجد اور عبادت سے محروم ہو جائیں گے۔مگر اس کا جو نتیجہ نکلا وہ ہمارے سامنے ہے۔احمدیوں نے پاکستان میں ہی نہیں دنیا بھر میں مساجد تعمیر وآباد کرنا شروع کر دیں۔اگر لندن میں سب سے پہلی مسجد احمدیوں کی چھوٹی سی غریب جماعت نے بنائی تھی تو اب یورپ کی سب سے وسیع اور کشادہ مسجد بنانے کی بھی انہیں ہی توفیق ملی۔اور یہ عمل دنیا کے تمام براعظموں میں بڑی عمدگی سے جاری ہے۔اگر پاکستان میں کسی نے اپنی سخت دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسجد کو گرانے اور اسے بے آباد کرے کی جسارت کی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں نے اس کے بدلے میں درجنوں مساجد تعمیر وآباد کر کے اپنے ایمان کا ثبوت دے دیا۔

وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کا اجارہ دار سمجھتے ہوئے محض تحکم وزیادتی سے احمدیوں کو مسجدوں سے الگ اور محروم کرنے کی کوشش کی تھی آج ان کی مساجد میں نمازی عبادت کے لئے جاتے ہوئے خوف کھاتے ہیں کیونکہ امن وسکون کو برباد کرنے والی ان کی حرکات سے جن کا نشانہ احمدی بنتے تھے اب یہ صورت پیدا ہو چکی ہے کہ دہشت گردی کے خوفناک اقدامات سے مسجدیں نمازیوں کے خون سے سرخ ہو رہی ہیں۔سب سے زیادہ حفاظت کی ضرورت عبادتگاہوں میں محسوس ہو رہی ہے مگر ان احتیاطی کوششوں کے باوجود امن وسکون کی کوئی صورت نظر نہیں آتی بلکہ یوں لگتا ہے کہ ہر کوشش کے بعد قتل وغارت اور خونریزی پہلے سے بھی زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔

خدا تعالیٰ امن اور اسلامی روایات کو تباہ کرنے والے لوگوں کو سمجھ عطا فرماوے۔مساجد میں امن وسکون کی حالت واپس آوے۔اسلامی اخوت وبھائی چارہ کی فضا پیدا ہو۔دہشت گردی کا بھیانک دیو، احمدی مسلمانوں کی بہیمانہ مخالفت کے سوراخ سے نکلا تھا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف اور مخلوق خدا کی ہمدردی رکھنے والے لوگ اس سوراخ کو بند کرنے کی کوشش کریں۔ہم تو اپنے حال میں مگن مساجد کی تعمیر وآبادی کے اپنے مقصد کے حصول کے لئے قربانیوں کا سفر جاری رکھیں گے اور اپنی مساجد یعنی اسلامی ثقافت وروایات کے مراکز کو امن وسکون کا نشان بنائے رکھیں گے۔اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہمارے دل ہمیشہ مسجدوں سے جڑے رہیں گے اور ہم مسجد سے باہر نکلتے وقت دنیوی مجبوریوں کے تحت باہر تو جائیں گے مگر اس تمنا، خواہش اور نیت کے ساتھ کہ نماز کے وقت پھر امن، سکون بخش جگہ واپس آجائیں۔وباللہ التوفیق۔(عبدالباسط شاہد)

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

روحِ (حضرت) مصلح موعودؓ سے

پیمان شاعر

تُو نے کی مشعلِ احساس فروزاں پیارے
دل بھلا کیسے بھُلا دے ترا احساں پیارے

رُوحِ پژمردہ کو ایماں کی جلائیں بخشیں
اور انوار سے دھو ڈالے دل و جاں پیارے

ولولوں نے ترے ڈالی مہ وانجم پہ کمند
تُو نے کی سطوتِ اسلام درخشاں پیارے

اب وہی دینِ محمدؐ کی قسم کھاتے ہیں
تھے جو مشہور کبھی دُشمنِ ایماں پیارے

پہلے بخشا مرے بہکے ہوئے نغموں کو گداز
پھر مری رُوح پہ کی درد کی افشاں پیارے

مجھ کو بھولے گی کہاں وہ تیری بھرپور نگاہ
جگمگا اٹھا تھا جب فکر کا ایواں پیارے

اب نگاہیں تجھے ڈھونڈیں بھی تو کس جا پائیں
جانے کب پائے سکوں پھر دلِ ویراں پیارے

کون افلاک پہ لے جائے یہ رُوداد الم
تیرا متوالا ابھی تک ہے پریشاں پیارے

رُوح پھرتی ہے بھٹکتی ہوئی ویرانوں میں
دل ہے نیرنگئ افلاک پہ حیراں پیارے

شُکرِ ایزد تری آغوش کا پالا آیا
اپنے دامن میں لئے دولت عرفاں پیارے

فکر میں جس کے سرائیت تری تخییل کی ضو
گفتگو میں بھی وُہی حسن نمایاں پیارے

جس کی ہر ایک ادا "نـــافِـلَــۃً لَک" کی دلیل
جس کی ہر ایک نوا درد کا عنواں پیارے

دیکھ کر اس کی لگی دل کی بُجھا لیتاہوں
آنے والے پہ نہ کیوں جان ہو قرباں پیارے

تیری اس شمع کا پروانہ صفت ہوگا طواف
تیرے ثاقبؔ کا ہے اب تُجھ سے یہ پیماں پیارے

(ثاقبؔ زیرویؔ)

محبوب وہردلعزیز امام

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

(عبدالباسط شاھد)

حضرت فضل عمرؓ کی سیرت میں یہ امر بہت نمایاں ہے کہ آپ کی طبیعت جلال و جمال کا ایک نہایت حسین امتزاج تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو ذمہ داریاں تفویض فرمائی تھیں ان میں جماعت کے انتظامی امور کی سرانجام دہی بھی شامل تھی اور یہ امر یقینی ہے کہ کسی بھی انتظام کو صحیح خطوط پر چلانے کے لئے منتظم کے لئے ضروری ہے کہ وہ پوری طرح چوکس اور باخبر ہو اور اگر کسی حصہ میں کمزوری وسستی یا کسی اور خرابی کے آثار نظر آئیں تو فوری طور پر ہر طرح کی حکمت عملی کو کام میں لاتے ہوئے جس میں نرمی اور سختی اپنے محل اور موقع پر استعمال ہواس کی اصلاح کرے۔وہ منتظم اور سربراہ جو اپنی ذمہ داری کو اس طرح پورا نہ کرے وہ اپنے مقاصد میں بری طرح ناکام ہونے کے علاوہ خداتعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ ٹھہرے گا۔حضور کی زندگی میں مخالفت کی لہریں سمندر کے مدوجزر کی طرح برابر اٹھتی رہیں مگر ہر مخالفت اور مشکل کے وقت وہ اندرونی فتنہ ہو یا بیرونی مخالفت آپ نے بر وقت کاروائی کرتے ہوئے ایک مستعد اور چوکس گلہ بان کی طرح جماعت کی بھرپور کامیاب رہنمائی فرمائی۔

آپ کی مخالفت میں جو طریق اختیار کیا گیا اس میں یہ امر بھی شامل تھا کہ موجودہ زمانہ کے فن پروپیگنڈا کے مطابق خودساختہ غلط بات کو مبالغہ آرائی کے ساتھ بکثرت وبتکرار اس شدومد کے ساتھ پیش کیا جاوے کہ عوام کے ذہن میں نفرت وبیزاری کے جذبات پیدا ہو جائیں۔اسی فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ کے متعلق یہ مشہور کیا گیا کہ آپ ایک ''مذہبی آمر'' ہیں۔حالانکہ ظاہری تعداد ووسائل کے لحاظ سے ایک بہت ہی چھوٹی سی مذہبی جماعت جو ہر وقت رضائے الٰہی کے حصول کی جدوجہد میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بہتر سے بہتر ادائیگی کے لئے کوشاں ہو کے سربراہ پر ایسا الزام کسی طرح بھی قرین انصاف وقیاس نہیں ہوسکتا۔

اس الزام کو پرکھنے کے لئے قرآنی اصول کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ سراسر بے بنیاد بات ہے کیونکہ قرآن مجید تو مذہبی آمر کے لئے ناکامی ونامرادی کی خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ وہ مذہبی رہنما جو بدخلق اور سخت دل ہو اسے بنی نوع انسان میں قبولیت حاصل نہیں ہوسکتی اور لوگ اسے بے یارومددگار چھوڑ دیتے ہیں۔اس معیار کو ذہن میں رکھتے ہوئے جماعت میں قربانی،فدائیت اور جاں نثاری کا بے مثال جذبہ اور اس کے بے شمار شاندار عملی مظاہرے اس الزام کی تغلیط وتردید کرتے ہیں۔افراد جماعت نے ہر مشکل وقت میں آگے بڑھ کر ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے ہوئے ہر قسم کی قربانی پیش کی اور ایک دودن کی جذباتی قربانی نہیں بلکہ مسلسل عملی قربانی پیش کرتی چلی گئی اور پھر یہی نہیں کہ جماعت کا کوئی ایک خاص طبقہ ہی قربانی میں پیش پیش رہا بلکہ مرد وعورت ،بچے بوڑھے ، نوجوان، امیر،غریب سب ہی بڑے استقلال سے، بڑے عزم سے، بڑی بشاشت وخوش دلی سے قربانی کی محیرالعقول شاندار مثالیں پیش کرتے رہے جو نہایت روشن ومضبوط دلیل ہے اس امر کی کہ ان کے دلوں کو حسن واحسان کے جلووں نے اپنے قابو میں کیا ہوا تھا۔خلق خدا میں قبولیت و احترام کی ایسی عمدہ مثال جو جماعت میں پائی جاتی ہے قرآنی اصول کے مطابق کسی مذہبی آمر کو ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔

حضور نے قومی وملی مفاد کے ہر کام میں آگے بڑھ کر پورا پورا حصہ لیا مگر کبھی بھی نام ونمود کے حصول کی کوشش یا خواہش نہیں کی۔آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں آپ ہمیشہ ایک ممبر کے طور پر شامل ہوتے رہے اس کی سربراہی آپ کے یا کسی احمدی کے ہاتھ میں نہ تھی لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اس کی ہر کامیابی میں آپ کا نمایاں حصہ تھا اور آپ نے دامے درمے سخنے کسی بھی اور لیڈر سے زیادہ مدد کی۔

مسلم لیگ کو قومی مفاد کے حصول کا ایک موثر ذریعہ سمجھتے ہوئے آپ نے اس کی ہر طرح مدد تو ضرور کی مگر ایک عام رکن سے زائد کسی عہدہ یا مفاد کی کبھی خواہش نہ کی۔اس جگہ یہ امر بھی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ مسلم لیگ کا وہ اجلاس جس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ آئندہ اجلاس کی صدارت علامہ اقبال کریں گے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی صدارت میں ہوا تھا جو اس مجلس میں حضور کے ذاتی نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے۔یاد رہے کہ اس اجلاس میں علامہ موصوف نے وہ خطبہ صدارت پڑھا تھا جسے بعد میں آنے والوں نے تصور پاکستان قرار دیا۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قیام کے موقع پر جب اکابرین قوم نے باصرار آپ سے اس کی قیادت و صدارت قبول کرنے کو کہا تو باوجود اپنی حد سے بڑھی ہوئی مصروفیات ،اپنی غیر معمولی ذمہ داریوں اور رجحان طبع کے خلاف ہونے کے اس امر کو قبول کیا۔صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی حیثیت سے آپ نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ آپ نے کانگریسی مسلمانوں اور مجلس احرار کے ذمہ دار افراد سے جو جماعت کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہے تھے رابطہ قائم فرمایا اور کوشش کی کہ اس اہم قومی کام میں ہر مکتب فکر کے افراد شانہ بشانہ شامل ہوں۔

جہاں تک جماعت کے اندرونی نظام کا تعلق ہے تو اپنوں اور غیروں کو اس امر کا اعتراف ہے کہ جماعت میں نہایت مضبوط وموثر اور مستحکم تنظیم پائی جاتی ہے۔ذیلی تنظیموں لجنہ اماء اللہ ،انصاراللہ، خدام الاحمدیہ،اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کے عہدیدار باقاعدہ انتخاب سے مقرر ہوتے ہیں۔ انتخاب کا نظام اپنی جگہ بہت مکمل وجامع ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جماعت میں شوریٰ کا نہایت عمدہ نظام موجود ہے جس میں نمائندگان منتخب ہوکر آتے ہیں اور بڑے وقار،متانت،سنجیدگی اور ذمہ داری سے جماعتی امور پر غور وفکر کرتے اور مشورے پیش کرتے ہیں اس وقت دنیا بھر میں یہ واحد نظام یا اکلوتی مثال ہے کہ جہاں اظہار رائے کی مکمل آزادی بھی ہے مگر کوئی حزب مخالف وحزب موافق اور دائیں بائیں بازو کی تفریق نہیں۔سب منتخب ممبر خداتعالیٰ کے خوف کو مدنظر رکھتے ہوئے مکمل غیر جانبداری سے اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔احباب جماعت کو خوب معلوم ہے کہ مجلس شوریٰ کا حسین ومستحکم نظام پورے طور پر حضرت فضل عمر کا قائم کردہ ہے جسے آپ نے اپنی قیادت کے بالکل ابتدائی زمانے میں شروع فرمایا اور قدم بہ قدم ترقی دیتے ہوئے نہایت مفید اور منفرد ادارہ کی شکل دیدی۔یہ امر بھی آمریت کا الزام لگانے والوں کا ایک عملی اور مسکت جواب ہے۔

خداتعالیٰ کے فضل سے ابھی ہم میں وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے حضور کو اپنے ہاتھوں سے قادیان کی گلیوں میں مٹی کھودتے اور مرمت وصفائی کے کاموں میں حصہ لیتے اور ''وقار عمل'' کو قائم کرتے دیکھا۔ابھی ایسے لوگ بھی ضرور موجود ہوں گے جنہوں نے مساوات وسادگی کا یہ نظارہ بھی کئی دفعہ دیکھا کہ اگر کسی مجبوری اور جگہ کی کمی کی وجہ سے حضور کے لئے باقی حاضرین سے الگ اور بلند مسند بنائی گئی تو حضور نے منتظمین کو فہمائش کرتے ہوئے اس مخصوص جگہ کو چھوڑ کر عام احمدیوں کے درمیان تشریف فرما ہوکر تقریب میں شرکت کی۔حضور کے ہاں ہونے والی دعوتوں یا حضور کے اعزاز میں ہونے والی پارٹیوں میں حضور کا یہ طریق مبارک تھا کہ جب تک سب ساتھیوں کو ایک جیسا کھانا نہ ملتا کھانا شروع نہ فرماتے۔سفر کے وقت بھی اس امر کا اہتمام فرماتے کہ سب اصحاب قافلہ بسہولت سوار ہو جائیں تو حضور روانہ ہوں۔اگر راستہ میں کوئی گاڑی پیچھے رہ جاتی تو آپ پورے قافلہ کو روک لیتے اور اس وقت تک آگے نہ جاتے جب تک پیچھے آنے والی گاڑی یا خدام ساتھ شامل نہ ہو جاتے بعض ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ حضور کو دوران سفر یہ علم نہ ہوسکا کہ کوئی ساتھی پیچھے رہ گیا ہے لیکن منزل پر پہنچ کر جب یہ پتہ چلا کہ قافلہ میں سے کوئی پیچھے رہ گیا ہے تو حضور اس وقت تک اندرون خانہ تشریف نہیں لے گئے جب تک پیچھے رہ جانے والے نہ آجاتے بلکہ بعض دفعہ تو ایسے بھی ہوا کہ حضور نے سارے قافلہ کو واپسی کا حکم دیا اور پیچھے رہ جانے والے ساتھی کو ہمراہ لے کر واپس تشریف لائے۔

اسم بامسمی محمود نے ایک موقع پر اپنے نقادوں اور مخالفوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اگر اسلام میں خودکشی حرام نہ ہوتی تو میں اسی وقت جماعت کے ایک سو نوجوانوں کو اپنے سامنے یہاں بلاتا اور انہیں اپنے آپ کو قتل کرنے کے لئے کہتا تو آپ دیکھتے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی تعمیل حکم میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ کا اظہار نہ کرتا۔''

بات کو سمجھانے کے لئے یہ حضور کا ایک بہت پیارا انداز تھا اور اس میں ہرگز کوئی مبالغہ نہ تھا کیونکہ جماعت کے نوجوانوں نے عملی طور پر ایسا بلکہ اس سے بھی زیادہ قربانی کا اس وقت مظاہرہ کیا جب انہیں وقف کے لئے بلایا گیا۔وقف کی تحریک پر بیوہ ماؤں نے اپنے اکلوتے بیٹے پیش کرنے میں کسی پس وپیش سے کام نہ لیا۔ہزاروں نوجوانوں نے اپنی زندگیاں وقف کرکے عملاً دنیا کی آسائشوں سے منہ موڑ کر اپنے جذبات کی مسلسل قربانی پیش کرنے کو اپنی زندگیوں کا شعار بنالیا اور یہ قربانی یقیناً اس قربانی سے کسی طرح کم نہیں کہ کوئی شخص کسی وقتی جذباتی جوش میں اپنی جان قربان کردے۔

مذہبی آمر کا الزام لگانے والے اپنے اس الزام سے جماعت کی روح قربانی سے عدم واقفیت کا اقرار کرنے کے علاوہ مذکرہ قرآنی دلیل کی عملاً تردید کرتے ہیں۔

حضور فرماتے ہیں:

''میں ہمیشہ آپ سے اپنی بیویوں اور بچوں سے زیادہ محبت کرتا رہا ہوں اور اسلام اور احمدیت کی خاطر اپنے ہر قریبی اور ہر عزیز کو قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہا ہوں۔میں آپ سے اور آپ کی آنے والی نسلوں سے بھی یہی توقع رکھتا ہوں کہ آپ بھی ہمیشہ اسی طرح عمل کریں گے۔''(مصلح موعود)

محمد عبداللہ صاحب قلعہ صوبہ سنگھ خلافت ثانیہ کے بالکل ابتدائی ایام کا ایک واقعہ بیان کررہے ہیں۔جو جماعت کے ایک ایک فرد سے حضور کی محبت کی ایک حسین مثال ہے۔

''مارچ ۱۹۱۴ء میں خاکسار پٹیالہ میں تھا حضرت خلیفہ اول کے انتقال کی خبر پہنچی تو جماعت کا ایک غیر معمولی اجلاس بلایا گیا جس میں طے پایا کہ پٹیالہ کی جماعت کی طرف سے دو آدمی منتخب کر کے دارالامان بھیجے جائیں اور وہ سب جماعت کی طرف سے جو خلیفہ بھی ہو اس کی بیعت کرآئیں چنانچہ خاکسار اور حضرت مولوی محمود الحسن صاحب جو نہایت بوڑھے تھے اور کسی سکول میں مدرس تھے قادیان جانے کے لئے تیار کئے گئے۔بعد دوپہر ہم دونوں پٹیالہ سے روانہ ہوکر غالباً عصر کے قریب یا شام کے وقت راجپورہ پہنچے۔وہاں سے ہم میل ٹرین پر سوار ہوئے،تھرڈ کلاس کا ایک ہی ڈبہ تھا اور سواریوں سے اس قدر لبریز تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔مولوی صاحب مرحوم کو میں نے ایک کونے میں جوں توں کر کے بٹھادیا اور خود کھڑا رہا، تمام رات میں نے کھڑے ہی گزاری جب جالندھر گاڑی پہنچی تو ایک شخص جو برتھ کے اوپر بستر کرکے سورہا تھا اس نے مجھے کہا کہ میرے بستر پر آکر آرام کریں اور میں نیچے آجاتا ہوں میں غنیمت سمجھ کر اس بستر میں جالیٹا اور جب گاڑی جنڈیالہ پہنچی تو میں نیچے اتر آیا اور وہ شخص اپنے بستر پر چلا گیا بستر پر جانے کے بعد اس نے مجھے کہا کہ میری جیب میں بٹوا نہیں ہے جس میں پانچ روپے کا نوٹ تھا اور لدھیانہ میں میں نے اسے جیب میں رکھا تھا چونکہ ہم نے امرتسر گاڑی چھوڑ دینی تھی اس لئے میں نے اسے کہا کہ اگر تو آپ کو مجھ پر شبہ ہے تو میں اس وقت آپ کے پاس حاضر ہوں آپ بڑی خوشی سے میری تلاشی لے سکتے ہیں مگر اس نے امرتسر پہنچ کر مجھے پولیس کے حوالے کردیا اور خود اپنا سفر جاری رکھا میری یہ حالت دیکھ کر مولوی محمود الحسن صاحب بہت گھبرائے اور وہ قادیان روانہ ہوگئے۔عصر

کے قریب وہ قادیان پہنچے اور جاتے ہی حضور کی خدمت میں مفصل حالات عرض کئے۔ حضور نے اسی وقت شیخ نور احمد صاحب مرحوم کو جو حضور کے مختار عام تھے بلا کر تاکید کی کہ فوراً یکہ کرا کر بٹالہ پہنچیں اگر ٹرین نہ ملے، تو بٹالہ سے بذریعہ ٹانگہ فوراً امرتسر پہنچیں، اور مجھے رہا کرانے کی کوشش کریں۔ اگر کامیابی نہ ہو، تو سیّد عبدالحمید صاحب جو ریلوے پولیس ڈی۔ ایس۔ پی تھے اور لاہور میں ان کا قیام تھا ان کے پاس پہنچ کر میری رہائی کے بارے میں کوشش کریں۔ شیخ صاحب مذکور نے رات کے وقت امرتسر پہنچنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ پھر شیخ صاحب لاہور پہنچے اور سید عبدالحمید صاحب ڈی۔ ایس۔ پی کو ساتھ لے کر امرتسر آئے۔ سیّد صاحب نے پولیس انچارج کو حکم دیا کہ وہ راولپنڈی سے معلوم کریں کہ اس نام کا کوئی آدمی امرتسر گیا ہے اور یہ کہ وہ کہاں پہنچا ہے۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ اس نے گولڑہ کے لئے گاڑی تبدیل کر لی ہے۔ گولڑہ ریلوے پولیس کو تار دی گئی کہ مذکورہ شخص جب گاڑی پہنچنے پر ملے تو اس کو حکم دیا جائے کہ واپس امرتسر پہنچ کر جس کیس کو حوالہ پولیس کرآیا ہے اس کی پیروی کرے مگر اس نے واپس آ کر پیروی کرنے سے انکار کر دیا اور گولڑہ جنکشن کی ریلوے پولیس کا جواب آنے پر پولیس امرتسر نے مجھے رہا کر دیا۔ الحمد للہ۔ خاکسار اور شیخ صاحب مرحوم عصر کے وقت قادیان پہنچے اور حضور نے خاکسار کے سلامت پہنچنے پر شکر گذاری کا سجدہ نماز عصر کے بعد ادا کیا۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ حضور کو ابتداء سے ہی جماعت کا کس قدر خیال اور ہمدردی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں حضور مغفور کی روح پر نازل ہوں۔ آمین

’’ایک دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میں چھاؤنی نوشہرہ سے کچھ دنوں کی رخصت لے کر قادیان آیا تھا۔ میری بیوی کے گلے میں خنازیر کی گلٹیاں تھیں جن کا آپریشن کروا کر خارج بھی کروا دی گئیں تھیں مگر پھر نمودار ہو گئیں۔ حضرت اُم طاہر محترمہ مریم کے ساتھ ہمارے پرانے تعلقات تھے میری بیوی جب ان سے ملیں تو انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب اس مرض کا علاج کرتے ہیں اور حضور کوئی مرہم استعمال کرنے کے لئے دیں گے۔ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ میں نے تو اس مرض کا کبھی کوئی مرہم تیار نہیں کیا اور نہ ہی علاج کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کی معمولی توجہ سے شفاء ہو جائے گی۔ حضور کے پاس ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے یاد دلانا ان کے واسطے دوائی تیار کر کے بذریعہ پارسل نوشہرہ بھیج دی جائے گی۔ چنانچہ جب ہم واپس نوشہرہ چھاؤنی پہنچے تو کچھ دنوں کے بعد ایک پارسل حضور کی جانب سے موصول ہوا جس میں ایک بند ڈبیا میں سفید رنگ کا پوڈر تھا۔ حسب ہدایت وہ کچھ دن استعمال کیا گیا جس کے استعمال سے گلٹیاں غائب ہو گئیں اور اب تک اس کا نام و نشان نہیں اور کبھی نہیں ابھریں۔ الحمد للہ۔ یہ تھا حضور عالی کا اپنے ناچیز خادموں کے ساتھ مربیانہ سلوک۔‘‘

قادیان کے احمدیوں کی عید کی خوشیوں کو دوبالا کرنے کے لئے حضور کے ارشاد پر ایک عام دعوت ہوئی اخبار الفضل اس مبارک تقریب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

’’عیدالفطر سے ایک روز قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ عید کے دن کوئی ایسی تقریب ہونی چاہئے جس کے ماتحت تمام مقامی احمدی مشترک کھانا کھائیں اور لنگر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جاری فرمودہ متبرک سلسلہ ہے وہاں سے غرباء اور مساکین کو کھانا دیا جائے اس کے علاوہ جو دوست اپنا خرچ دے کر اس دعوت میں شریک ہونا چاہئیں انہیں بھی شامل کر لیا جائے۔ اس فہرست میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے بعد میں جملہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی شامل کرنے کا اعلان فرمایا۔ ...... قریباً ساڑھے چار ہزار احمدیوں کو عید کے دن شام کے وقت پلاؤ، آلو گوشت اور روٹی پر مشتمل کھانا کھلایا گیا۔ جس میں قلیل حصہ ان لوگوں کا تھا جنہوں نے خرچ دیا تھا اور کثیر حصہ غرباء کا تھا۔ ...... اس انتظام کی وجہ سے یہ عید قادیان میں اپنی قسم کی پہلی عید تھی۔ آئندہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا خیال ہے کہ عیدالفطر کے موقع پر اس قسم کی دعوت کا انتظام کیا جایا کرے اور بروقت انتظامات شروع کر کے یہ کوشش کی جائے کہ جملہ مقامی احمدی اور مہمان اس میں شامل ہوں۔‘‘

(الفضل ۲۱ جنوری ۱۹۳۴ء صفحہ ۱)

جماعت کے اخلاص و محبت اور احباب جماعت کی دلجوئی و دلداری کا ایک بہت پیارا واقع بیان کرتے ہوئے اخبار الفضل (۲۲۔جنوری ۱۹۲۹ء) رقمطراز ہے:۔

’’...... حضور مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ میں تشریف لائے جہاں جماعت احمدیہ لاہور کے احباب کثیر تعداد اور بعض بیرونی احباب بھی حضور سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے جمع تھے۔ حضور نے سب کو مصافحہ کرنے کا موقع عطا فرمایا اور پھر فرش مسجد پر بیٹھ گئے۔ چونکہ مجمع زیادہ تھا اور سب احباب حضور کی زیارت نہ کر سکتے تھے اس لئے یہ خواہش کی گئی کہ حضور کرسی پر رونق افروز ہوں لیکن جب کرسی لائی گئی اور حضور سے اس پر بیٹھنے کے لئے عرض کیا گیا تو حضور نے فرمایا میں یہ تو پسند نہیں کرتا کہ سب احباب فرش پر بیٹھے ہوں اور میں کرسی پر بیٹھوں لیکن چونکہ احباب کی خواہش ہے کہ مجھے دیکھ سکیں اس لئے میں کھڑا ہو جاتا ہوں اور باوجود اس کے کہ بیماری کی وجہ سے میری صحت کمزور ہے اور میرے لئے تقریر کرنا مشکل ہے مگر احباب کو کچھ سنا بھی دیتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے کھڑے ہو کر آیت ﴿لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ کی نہایت لطیف تفسیر بیان فرمائی۔‘‘

(الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۲۹ء صفحہ ۱)

ایسا ہی ایک اور ایمان افروز واقعہ پیش خدمت ہے:۔

’’۲۷۔جنوری ۱۹۲۸ء چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے کے ہاں دعوت ولیمہ تھی جس میں اکثر معززین جماعت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ مدعو تھے جس کمرہ میں نشست کا انتظام تھا وہاں دو لکڑی کے تخت بچھے تھے جن پر حضرت اقدس کے لئے نشست گاہ بنائی گئی اور چونکہ وہ کافی لمبے چوڑے تھے اس لئے حضور کے ساتھ اور بھی کئی اصحاب بیٹھ سکتے تھے۔ باقی کمرہ میں دیگر اصحاب کے بیٹھنے کے لئے فرش کیا گیا۔ لیکن جب حضور کمرہ میں تشریف لائے اور اس جگہ رونق افروز ہونے کی درخواست کی گئی تو حضور نے یہ دیکھ کر کہ وہ جگہ کمرہ کے دوسرے فرش سے کسی قدر اونچی ہے وہاں بیٹھنا پسند نہ کیا اور فرمایا اور دوست نیچے بیٹھیں تو میں اوپر کس طرح بیٹھ سکتا ہوں اور نچلے فرش پر بیٹھ گئے۔‘‘ (الفضل ۳۱۔جنوری ۱۹۲۸ء صفحہ ۲)

محترم مرزا رفیق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مہر آپا نے فرمایا:۔

’’ایک گرم اور حبس والی رات، گیارہ بجے دروازہ کھٹکا، ان دنوں بجلی ابھی ربوہ نہیں آئی تھی۔ حضور لالٹین کی روشنی میں صحن میں لیٹے ہوئے کتاب پڑھ رہے تھے۔ حضور نے مجھے کہا کہ دیکھو کون ہے؟ میں نے دریافت کیا اور آ کر حضور سے کہا۔ ’’ایک عورت ہے وہ کہتی ہے کہ میرے خاوند کو حضور نے دوائی دی تھی اس سے بہت افاقہ ہو گیا تھا، مگر طبیعت پھر خراب ہو گئی ہے اور دوائی لینے آئی ہوں۔‘‘ آپ نے فرمایا: ’’کمرہ میں جاؤ فلاں الماری کے فلاں خانے سے دوائی نکال لاؤ‘‘ گرمی مجھے بہت محسوس ہوتی ہے اور یہ موسم میرے لئے ہمیشہ ناقابل برداشت رہا ہے، اپنی اس کمزوری کی بناء پر کہہ بیٹھی ’’یہ کوئی وقت ہے، میں اسے کہتی ہوں کہ صبح آ جائے اندر جا کر تو حبس سے میرا سانس نکل جائے گا۔‘‘

اس پر حضور نے بڑے جلال سے فرمایا:

’’تم اس اعزاز کو جو خدا نے مجھے دیا ہے چھیننا چاہتی ہو! ایک غرض مند میرے پاس اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے آتا ہے، یہ خدا کی دی ہوئی عزت ہے کہ مجھے خدمت کا موقعہ ملتا ہے، اسے میں ضائع کر دوں تو قیامت کے دن خدا کو کیا شکل دکھاؤں گا، میں خود جاتا ہوں‘‘

میں نے کہا ’’آپ نہ جائیں، گرمی بہت ہے، میں چلی جاتی ہوں‘‘ حضور نہ مانے اور خود اندر گئے اور دوائی لا کر اسے دی اور ساتھ ہی اسے ہدایت کی کہ صبح آ کر اپنے خاوند کی خیریت کی خبر دے۔‘‘

(ملت کا فدائی صفحہ ۱۴۹۔۵۰)

حضرت مولوی شیر علی صاحب فرماتے ہیں:۔

بڑے بڑے حضور کے عاشق ہیں جو دن رات دعائیں ہی کرتے رہتے ہیں۔ اس غیر معمولی محبت اور عشق کی آخر کیا وجہ ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ خود حضرت اقدس بھی جماعت کے لئے نہایت درد دل سے دعائیں کرتے ہیں۔ انہی دعاؤں کا عکس جماعت کے احباب کے دلوں پر پڑتا ہے اور وہ بھی حضور کیلئے دعا کرتے ہیں۔

(الفضل ۱۹ جون ۱۹۴۳ء)

❀❀❀❀❀

آپ کے ملک میں ایسے ہونہار احمدی طلباء و طالبات یا ایسے احمدی مرد و خواتین جو علم کے میدان میں، کھیل کے میدان میں یا خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں ملکی یا بین الاقوامی سطح پر نمایاں کامیابی حاصل کر کے شہرت پا چکے ہیں ان کے تعارف اور انٹرویوز پر مشتمل مضامین ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

Kaiser Travel

Tel: 040-89726601 Mob: 0177-7601843 Fax : 040-89726603

اپنے کرم فرماؤں کے لیے خوشخبری

دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ ہمارے ہاں ہر ائیر لائن کی ٹکٹوں کی سہولت موجود ہے۔

پاکستان کے لئے ہماری سپیشل آفر

☆GULF AIR فرینکفرٹ سے کراچی، اسلام آباد، پشاور، لاہور 429.- Euro

سستی اور یقینی نشستیں حاصل کرنے کیلئے جلد سے جلد رابطہ کریں! بکنگ کی کوئی فیس نہیں!

گرمیوں کی چھٹیوں میں پریشانی سے بچنے کیلئے ابھی سے بکنگ کروائیں

Preis gilt bis zum 30.06.2004☆Alle Priese sind in Euro ohne Tax

Änderung und Druckfehler vorbehalten.

ACHTUNG! Storno Gebühren nach der Ticket ausstellung zwichen 100 und 150 Euro p.Person

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

خطبہ جمعہ

اے ایمان لانے والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

صدق مجسم قرآن شریف ہے اور پیکر صدق آنحضرت ﷺ کی ذات مبارک ہے

(جھوٹ سے نفرت اور سچائی کا خلق اختیار کرنے کے بارہ میں پرمعارف خطبہ جمعہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۹ر دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۹ر فتح ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (سورة التوبه آيت ۱۱۹)

اس آیت کا ترجمہ ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

انبیاء دنیا میں بگڑی ہوئی مخلوق کو، جو مخلوق اپنے خدا سے پرے ہٹ جائے اور بگڑ جائے اُس مخلوق کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مبعوث فرماتا ہے تا کہ انہیں خدا تک پہنچا سکیں۔ اور یہ سیدھا راستہ سچائی پر قائم ہوئے بغیر نہیں مل سکتا۔ اسی لئے تمام انبیاء سچائی کی تعلیم دیتے رہے اور جرأت سے حق پر قائم رہتے ہوئے ایک خدا کی طرف بلاتے رہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اب دین مکمل کرنے کا وقت آ گیا ہے، اب انسانی سوچ بلوغت تک پہنچ چکی ہے تو پیکر صدق وجود حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مبعوث فرمایا، جنہوں نے ہر معاملے میں بڑے سے بڑے معاملے سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے معاملے تک ہمیں سچ پر قائم رہنے کی اور ہمیشہ اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مومنو اب تم ایمان لے آئے ہو اس ایمان پر مزید یقین بڑھانا ہے تو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ ہر وقت اس کا خوف تمہارے دل میں رہے اور ہمیشہ حق بات کی طرف بلانے والے، حق دکھانے والے اور سچ بولنے والے اور کہنے والے بنو اور اس کا سب سے آسان طریقہ یہی ہے کہ صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ، سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور اب دنیا میں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی صادق نہیں جو اتنی گہرائی اور باریکی میں جا کر تمہیں حق، سچ اور صدق کی تعلیم دے۔ اس لئے اس نبی کے ساتھ چمٹ جاؤ اور اس تعلیم پر عمل کرو جو اس سچے نبی ﷺ نے خدا سے علم پا کر تمہیں دی ہے۔ اور پھر ہم احمدیوں کی اور بھی زیادہ خوش قسمتی ہے اس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں، اس کی جتنی بھی حمد کریں کم ہے، کہ اس نے ہمیں اس زمانے میں حضرت خاتم الانبیا ﷺ کے عاشق صادق اور آپ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے کے امام مسیح اور مہدی علیہ السلام کے دعوے کو ماننے کی توفیق بھی دی۔ جنہوں نے ہمیں اس حسین تعلیم کے باریک در باریک نکات کو مزید کھول کر دکھایا اور بتایا۔ اور اس سچی تعلیم کو وضاحت کے ساتھ سمجھنے کی تفصیل سے نصائح فرمائیں۔ آپ نے وضاحت سے فرمایا کہ قرآن کریم میں جس طرح سچ اور راستی کے بارہ میں حکم ہے کسی اور کتاب میں نہیں۔

آپ فرماتے ہیں: کہ جس قدر راستی کے التزام کے لئے قرآن شریف میں تاکید ہے مَیں ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ انجیل میں اس کا عشر عشیر بھی تاکید ہو۔ پھر اس بارہ میں آپ نے عیسائیوں کو چیلنج بھی کیا تھا کہ مَیں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر تم لوگ مجھے انجیل میں سے کھول کر بتا دو، سچائی کی اور صدق کی تعلیم جس طرح قرآن شریف میں ہے، تو مَیں تمہیں ایک بہت بڑی رقم انعام دوں گا۔

پھر آپ نے فرمایا:

’’قرآن شریف میں دروغ گوئی کو یعنی جھوٹ بولنے کو بت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ......﴾ یعنی اے ایمان والو انصاف اور راستی پر قائم ہو جاؤ اور سچی گواہیوں کو للہ ادا کرو اگرچہ تمہاری جانوں پر ان کا ضرر پہنچے یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے اقارب ان گواہیوں سے نقصان اٹھائیں۔ (نورالقرآن نمبر ۲ صفحہ ۱۷۔۱۸)

تو اب اس قدر تاکید کے بعد ہم پر کس قدر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم سچ کے خُلق کو اپنے اوپر لاگو کریں اور اسے اپنائیں۔ اور ہمارا اوڑھنا بچھونا، ہر حالت میں، ہماری ہر بات جو ہمارے منہ سے نکلے وہ سچ ہو۔

اب احادیث کی روشنی میں کچھ وضاحت کرتا ہوں۔

حضرت ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا مَیں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں۔ ہم نے عرض کیا جی حضور! ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ کا شریک ٹھہرانا (سب سے بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے)، والدین کی نافرمانی کرنا، آپ تکیے کا سہارا لئے بیٹھے ہوئے تھے، آپ جوش میں آ کر بیٹھ گئے اور بڑے زور سے فرمایا دیکھو! تیسرا بڑا گناہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔ آپؐ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ہم نے چاہا کہ کاش حضورؐ خاموش ہو جائیں۔

(بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین)

تو اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جھوٹ سے کس قدر نفرت تھی۔ اور آپؐ کی ہر تعلیم ہی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق تھی۔ تو اصل میں جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ شرک اور جھوٹ ایک ہی چیز ہیں۔ انسان نے اپنے اندر بھی بہت سے بُت بنائے ہوتے ہیں۔ اور بہت سے جھوٹ کے بُت بنائے ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: آج کی دنیا کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے۔ جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں، جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں، جھوٹے اسناد بنا لئے جاتے ہیں۔ (یعنی کاغذات بھی جھوٹے بنا لئے جاتے ہیں، مقدمے بھی جھوٹے بنا لئے جاتے ہیں، پیشیاں بھی جھوٹی، گواہیاں بھی جھوٹی، ہر چیز جھوٹی)۔ کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے۔ اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دن تھا۔ (وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی کوئی ضرورت نہیں، ان سے اگر کوئی پوچھے) کہ کیا یہ وہی دین تھا جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔ ﴿فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے۔ جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بُت پرست بُت سے نجات چاہتا ہے۔ (یعنی وہ سمجھتا ہے کہ بُت اسے نجات دے گا اس کے مسائل سے)۔ اسی طرح جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بُت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بُت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آ کر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بُت پرست ہوتے ہو، اس نجاست کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں، اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہو گی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے، بھلائی

اور فتح اسی کی ہے۔(ملفوظات جلد نمبر ۸ صفحہ ۳۴۹۔۳۵۰)

وہ سمجھتے ہیں کہ جوانہوں نے اپنے دلوں میں بت بنائے ہوئے ہیں اس کے ذریعہ سے ہی نجات ہے۔اور یہ بُت بھی بہت سی قسموں کے ہیں، مختلف ملکوں میں، مختلف لوگوں نے قسما قسم کے مختلف بُت اپنے دلوں میں قائم کئے ہوئے ہیں۔مختلف پیشوں میں سچ کی کمی اور جھوٹ کی زیادتی نظر آتی ہے۔تو یہ اس طرح کا بُت ہی ہے جوانہوں نے اپنے دل میں قائم کیا ہوا ہے۔اور جب پوچھوتو یہ کہتے ہیں، جیسا کہ حضور بھی فرما رہے ہیں، کہ اس کے بغیر تو یہ کام ہو ہی نہیں سکتا، اگر جھوٹ نہ بولا جائے۔مثلاً وکالت ہے، ایک بڑا قابل احترام پیشہ ہے اگر صحیح طرح اختیار کیا جائے، استعمال کیا جائے۔لیکن بعض وکیلوں کو بھی یہ عادت ہوتی ہے کہ اگر کوئی سیدھا سادا کیس بھی ہو تو اس کو بھی ایسے طریقے سے پیش کریں گے کہ اس میں جھوٹ کی ملونی کی وجہ سے بعض دفعہ اس کے مؤکل کو نقصان پہنچ رہا ہوتا ہے، اس کا نقصان کروا دیتے ہیں۔ یہاں یورپین ملکوں میں بھی اب احمدی آتے ہیں، اسائلم کے کیس بعض دفعہ بڑے سیدھے ہوتے ہیں اور اگر سیدھے طریقے سے ان کو حل کیا جائے تو ہوسکتا ہے کہ وہ حل ہو بھی جائیں لیکن بلاوجہ ایسے باتوں میں الجھاتے ہیں کہ اچھا بھلا کیس خراب ہو جاتا ہے۔ پھر بعض مؤکل سے سیدھی طرح بات ہی نہیں کرتے، اس کو صحیح صورت حال ہی نہیں بتاتے اور بڑے عرصہ بعد جا کے جب پتہ کروتو پتہ چلتا ہے کہ پیروی ہی نہیں ہو رہی۔اسی طرح ہمارے ملکوں میں بھی، تیسری دنیا کے ملکوں میں بھی، بعض ان پڑھ لوگوں کو وکلاء بہت چکروں میں ڈالتے ہیں۔عدالت میں پیش ہی نہیں ہو رہے ہوتے، مؤکل سے فیس لے رہے ہوتے ہیں۔ پھر مجرم کو بچانے کے لئے جھوٹی گواہیاں دے رہے ہوتے ہیں اور جن سے فیس لے رہے ہوتے ہیں ان سے بھی جھوٹ بول کر ٹال مٹول کر رہے ہوتے ہیں، غلط بیانی کر رہے ہوتے ہیں۔تو یہ بہت ساری چیزیں ہیں اور ایسے لوگوں کے خیال میں اگر اس طرح بات نہ کی جائے، مثلاً ایسے ہی جو وکیل ہیں کہ ہیر پھیر نہ کیا جائے اور لوگوں کو دھوکے میں نہ ڈالا جائے تو ان کا رزق ختم ہو جائے گا، ان کی تو کوئی آمد ہی نہیں رہے گی۔اگر اتنی آسانی سے کیس حل ہونے لگیں۔تو گویا یہ غلط بیانی اور جھوٹ ان کے رازق بن جاتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا رازق مَیں ہوں تو احمدی وکلاء کو ان چیزوں سے پاک ہونا چاہئے۔مجھے ایک مثال یاد آ گئی، فیصل آباد میں جب ہم ہوتے تھے تو خدام خدمت خلق کے تحت باہر جایا کرتے تھے تا کہ دیہاتوں میں جا کے لوگوں سے ملیں اور اگر ان کے کوئی کام بھی ہوں تو وہ کئے جائیں، ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔زمیندار ہیں تو ان کی زمیندارے کی کیا کیا ضروریات ہیں، ان کا جائزہ لیا جائے۔تو اسی طرح کے ایک وفد میں ہم گئے۔ایک دیہاتی بیٹھا تھا باتوں باتوں میں اس کو پتہ لگ گیا کہ ہم احمدی ہیں۔گو کہ یہ اظہار عموماً نہیں کیا جاتا تھا جب تک کوئی خود نہ پوچھے۔اس نے ذکر کیا کہ فیصل آباد میں ایک احمدی وکیل ہیں شیخ محمد احمد صاحب مظہر، بہت نیک انسان ہیں اور بہت سچے آدمی ہیں، کبھی غلط بیانی سے کام نہیں لیتے اور کبھی کوئی جھوٹا کیس نہیں لیتے لیکن (وہ پنجابی میں کہنے لگا) ایک نقص ہے ان میں کہ وہ ہیں مرزائی۔تو مرزائی احمدی ہونا ہی نقص تھا ان میں اور کوئی عیب تلاش نہیں کر سکے۔تو یہ تو ان کی کم عقلی ہے یا جس طرح مولویوں نے انہیں بتایا اسی طرح انہوں نے اظہار کر دیا لیکن اس پر ابو جہل کی یہ بات یاد آ جاتی ہے جو اس نے آنحضرت ﷺ کو کہی تھی کہ اِنَّا لَا نُکَذِّبُکَ بَلْ نُکَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِہٖ یعنی ہم تجھے جھوٹا قرار نہیں دیتے، تُو تو سچا ہے، صادق القول ہے، بلکہ اس تعلیم کی تکذیب کرتے ہیں جو تُو لے کر آیا ہے۔(جامع ترمذی کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الانعام)

تو اس زمانے میں بھی آنحضرت ﷺ کے اسوہ پر عمل کر کے، صرف آپؐ کے حقیقی پیروکار ہی اس زمانے میں یہ نمونے دکھا سکتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے والے ہی یہ نمونے دکھا سکتے ہیں کہ جن کو یہ کہا جائے، کوئی یہ انگلی نہ اٹھائے کہ یہ شخص جھوٹا ہے باقی تعلیم کو جھوٹا کہنا تو خیر ہمیشہ سے انکار کرنے والوں کی سنت چلی آ رہی ہے۔

پھر ڈاکٹر ہیں، غلط میڈیکل رپورٹ بنوا دیتے ہیں، بعض مقدمات قائم کروا دیتے ہیں۔تو جو بھی اپنے پیشے سے خیانت کرے گا وہ جھوٹ کو اپنا کر ہی کرے گا۔خیانت ہے ہی جھوٹ اور کیا ہے۔

پھر استاد ہیں۔بعض اُستاد ہیں جو اس معزز پیشے کو جھوٹ کی وجہ سے بدنام کر رہے ہیں۔رشوت لے کر، پیسے لے کر جھوٹے نمبر لگا دیتے ہیں۔ بلکہ بعض تو ایسے استاد بھی ہیں جو جھوٹی اسناد لے کر ملازمت میں آئے ہوئے ہیں، ان کی کوالیفی کیشن (Qualification) ہی نہیں ہوتی بعض ملکوں میں۔تو یہ ایسی بھیانک برائیاں ہیں جو معاشرے میں قائم ہیں اور پاکستان وغیرہ میں جو تیسری دنیا کے ملک ہیں یہ کوئی چھپی ہوئی باتیں نہیں ہیں یہ سب باتیں اخباروں میں آتی ہیں۔تو جب جھوٹ پر مبنی معاشرہ قائم ہو جائے تو پھر اقدار ختم ہوتی چلی جاتی ہیں اور ایک وقت میں تمام معاشرہ ہی بے حس اور بالکل ہی اللہ تعالیٰ سے دور جانے والا ہو جاتا ہے۔تو ہر احمدی کو اس معاشرہ میں ایسی باتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے۔ یہ احساس پیدا کرنا ہے، اپنے اندر بھی، اپنی نسلوں کے اندر بھی کہ احمدی ہونے کی حیثیت سے تم نے سچائی پر قائم رہنا ہے اور جھوٹ کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ جتنا مرضی اس میں نقصان ہو اس کی کوئی۔ پرواہ نہیں کرنی۔اس لئے ہر احمدی چاہے وہ ملازمت سے منسلک ہو، چاہے کسی پیشے سے منسلک ہو، چاہے کوئی کاروبار کرتا ہو، یہ عہد کرے کہ مَیں نے جھوٹ کا سہارا نہیں لینا۔اب کاروبار میں، بعض کاروباری حضرات ہیں، بعض دفعہ اپنی چیزیں فروخت کرنے کے لئے غلط بیانی اور جھوٹ کا سہارا لے رہے ہوتے ہیں۔وقتی طور پر تو شاید ان کو فائدہ نظر آ رہا ہو لیکن حقیقت میں جھوٹ کے راستے وہ شرک کی طرف جا رہے ہوتے ہیں۔تو اس زمانے میں احمدی کو بہت پھونک پھونک کر قدم اٹھانا چاہئے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کا دعویٰ کرنے کے بعد، جھوٹ سے نفرت کا وعدہ کرنے کے بعد، بے احتیاطی کرنے کا مطلب ہے کہ ہم یہ خیال کر رہے ہیں کہ شاید جھوٹ بول کر اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے سکتے ہیں، نعوذ باللہ۔اس لئے بہت خوف کا مقام ہے، بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان اچھی طرح یاد ہے کہ شک میں ڈالنے والی باتوں کو چھوڑ دو۔شک سے مُبرّا یقین کو اختیار کرو کیونکہ یقین بخش سچائی اطمینان کا باعث ہے اور جھوٹ اضطراب اور پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب البیوع باب تفسیر الشبہات ۔ ترمذی ابواب القیامۃ)

اب بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے جھوٹ تو نہیں بولا لیکن بات ایسی گول مول کرتے ہیں کہ وہ جھوٹ ہی ہوتی ہے۔اسی کے بارہ میں فرمایا کہ شک سے مبرّا بات کرو۔اور شک میں ڈالنے والی باتوں کو چھوڑ دو۔

پھر حدیث میں آتا ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بندے کے دل میں ایمان اور کفر جمع نہیں ہو سکتے۔اور نہ سچائی اور کذب بیانی اکٹھے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی دیانتداری اور خیانت اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۴۹۔ مطبوعہ بیروت)

پھر ایک حدیث ہے یہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کے جھوٹے ہونے کے لئے یہی علامت کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔

(مسلم باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع)

تو بعض لوگ اِدھر اُدھر باتیں کرنے کے عادی ہوتے ہیں صرف مزہ لینے کے لئے۔کہ ایک سے بات ادھر پہنچائی، اِدھر سے اُدھر پہنچائی۔تو ہمیں اس حدیث کے مطابق اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے کہیں ہم انجانے میں، لاشعوری طور پر یا جان بوجھ کر اپنے پر یہ جھوٹے ہونے کا لیبل نہ لگوا لیں۔

پھر حدیث ہے، ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی چھوٹے بچے کو کہا (اب یہ ماؤں اور باپوں کے لئے بہت ضروری ہے، سننے کی چیز)۔جس نے کسی چھوٹے بچے کو کہا کہ آؤ مَیں تمہیں کچھ دیتا ہوں پھر وہ اس کو دیتا کچھ نہیں تو یہ جھوٹ میں شمار ہوگا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۵۲۔ مطبوعہ بیروت)

اس کا مطلب ہے کہ بچے کو تو پھر سچ اور جھوٹ کا احساس ختم ہو جائے گا، اس کی تربیت کے لئے بہت ضروری ہے۔اور ہم نے اپنی اگلی نسلوں کی بھی تربیت کرنی ہے اور یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ پھر ہر

سیٹلائٹ

گاؤں، ہرشہر میں ایک بڑی تعداد میں واقفین نو بچے ہیں، ان کی بھی تربیت گو گھر کے ماحول میں بھی کرنی ہے لیکن احمدی ماحول میں بھی ان کی تربیت کرنی ہے تو اس لئے بچپن سے ہی بچوں میں اور ان کے دلوں میں جھوٹ سے نفرت اور سچ سے محبت پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیشہ، ہر وقت، ہر ایک کو بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔

پھر حضرت عبداللہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف فرما تھے کہ میری والدہ ن
ے مجھے بلایا کہ آؤ مَیں تجھ کو کچھ دیتی ہوں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''تُو اسے کیا دینا چاہتی ہے؟'' ۔انہوں نے عرض کیا کہ مَیں اس کو کھجور دینا چاہتی ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تُو اس کو کچھ نہ دیتی تو تیرے ذمّہ جھوٹ لکھا جاتا۔ (سنن ابی دائود)۔ اب یہ دیکھیں کتنی تنبیہ ہے۔

پھر حضرت فاطمہؓ حضرت اسماءؓ سے روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سَوتن ہے۔ اگر مَیں جھوٹے طور پر اس کے لئے یہ ظاہر کروں کہ خاوند مجھے یہ یہ چیزیں دیتا ہے حالانکہ وہ اس نے مجھے نہ دی ہوں (اس کو تنگ کرنے کے لئے، اس کو جلانے کے لئے) تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہ ملنے والی چیزوں کا جھوٹے طور پر اظہار کرنے والا ایسا ہی ہے گویا اس نے جھوٹے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ (مسلم کتاب الزینۃ)۔ تو یہ بھی جھوٹ ہی ہے۔ تو اس معاشرے میں بھی بعض دفعہ مقابلے میں آ کر غلط بیانیاں ہو رہی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ کسی کو نیچا دکھانے کے لئے یہ مشہور کر دیتے ہیں کہ ہمارا افسر ہمارے سے بڑا تعلق رکھتا ہے تو بلاوجہ ایسے لوگوں کو حسد اور جلن بھی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر رشتہ داریوں میں صرف تنگ کرنے کے لئے، اس کے علاوہ بھی، اسی طرح کا اظہار کیا جاتا ہے جس سے دوسرے کو جلن شروع ہو۔ گو یہ بھی ناپسندیدہ بات ہے۔ کسی کے اگر کسی سے تعلقات ہیں تو کسی کو جلن اور حسد کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن یہ جھوٹے طور پر اظہار ہے، یہ جھوٹ کے زمرے میں آ جاتا ہے۔

پھر عبداللہؓ بن عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار باتیں ایسی ہیں جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے۔ اور جس میں ان میں سے ایک بات پائی جائے اس میں نفاق کا ایک حصہ یا خصلت پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔ اور باقی کیا ہیں؟ پہلی بات یہ کہ جب وہ گفتگو کرتا ہے تو کذب بیانی سے کام لیتا ہے یعنی اس کی باتوں سے جھوٹ ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ دوسری بات، جب وہ معاہدہ کرتا ہے تو غداری کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے۔ تیسرے، جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ اور چوتھے، جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ سے کام لیتا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان باب خصال المنافق)

اب اس حدیث پر اور غور کریں تو تمام باتیں ہی جھوٹ کے تعلق میں ہیں۔ پہلی بات تو صاف کھلی ہے کہ ہر بات میں جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ بعض دفعہ بعض لوگ کھلے طور پر جھوٹ نہیں بولتے، ایسے طریقے سے بات کو گھما پھرا کر کرتے ہیں اور پھر اس طرح اگلے آدمی کو پہنچاتے ہیں کہ سننے والا اس کا کوئی بھی مطلب نکال سکتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسی گول مول باتیں جو ہیں، دو دلوں میں پھوٹ ڈالنے کا باعث بھی بن جاتی ہیں۔ لڑائیاں ہوتی ہیں اور اگر نظام جماعت یا عزیز رشتہ دار مل کر صلح صفائی کی کوشش کریں تو تحقیق کے بعد پتہ لگتا ہے کہ بات ہی غلط تھی۔ بات ایسی ہے ہی نہیں تھی جو دوسرے کی طرف منسوب کر کے بات کی گئی۔ اور جب اس بات کرنے والے کو پوچھا جائے کہ تم نے ایسے بات پہنچا کر دو فریقین میں آپس میں پھوٹ ڈلوا دی ہے، لڑائی پیدا کر دی ہے تو وہ آرام سے کہہ دیتا ہے کہ مَیں نے تو اس طرح بات ہی نہیں کی۔ میرا تو مطلب یہ تھا۔ تو ایسے لوگ جو اس طرح ہوشیار بنتے ہیں اور صرف مزہ لینے کے لئے 'بی جمالو' کا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ چاہے ظاہر جھوٹ بول کر یا چھپا ہوا جھوٹ بول کر ان کو رسول خدا ﷺ نے منافق کا درجہ دیا ہے۔ کیونکہ مومن کے لئے تو واضح طور پر قول سدید کا حکم ہے۔ ایسی بات کرو جو کھلی ہو، صاف ہو، سیدھی ہو اور سمجھ آنے والی ہو، کسی قسم کا اشتباہ پیدا نہ ہوتا ہو اور کبھی اس وجہ سے، اس بات کی وجہ سے دلوں میں پھوٹ نہ پڑتی ہو۔

پھر دوسری خصلت ہے نفاق کی کہ جب معاہدہ کرتے ہیں تو غداری کے مرتکب ہوتے ہیں اور معاہدے توڑتے ہیں۔ آپ ﷺ کا تو یہ عمل تھا کہ بے چارے بے کس، ظلم کی چکی میں پسے ہوئے مسلمان، جب بھی مکہ سے مدینہ آئے تو چونکہ کفار سے ایک معاہدہ تھا کہ ایسے مسلمانوں کو واپس کر دیا جائے گا تو ان کی حالت زار کے باوجود دل پر جبر کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ ان کو واپس بھجوا دیا کرتے تھے۔ تو یہ اسوہ حسنہ ہے ہمارے سامنے۔ آج کل بہت بڑی بڑی حکومتیں معاہدے کرتی ہیں اور پھر انہیں اس طرح توڑ دیتی ہیں۔ خاص طور پر مسلمان حکومتوں یا غریب ملکوں کے ساتھ معاہدوں کا سوال ہو تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ اور اعتراض اسلام پہ ہو رہا ہوتا ہے کہ اسلام یوں ہے اور یوں ہے۔ بہرحال ان کے عمل ان کے ساتھ۔ لیکن مسلمانوں کو بھی یہ نصیحت ہے کہ اگر تم معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہو تو تمہارے اندر منافقت کا بیج ہے اس لئے فکر کرو اور اس برائی کو اپنے اندر سے ختم کرو۔

اب میں گھر کی سطح پر، بعض رشتوں کی سطح پر معاہدے کی مثال دینا چاہتا ہوں۔ شادی بیاہ کا تعلق بھی مرد اور عورت میں ایک معاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عورت کو حکم ہے کہ اس معاہدے کی رو سے تم پر یہ فرائض ادا ہوتے ہیں مثلاً خاوند کی ضروریات کا خیال رکھنا، بچوں کی نگہداشت کرنا، گھر کے امور کی ادائیگی وغیرہ۔ اسی طرح مرد کی بھی ذمہ داری ہے کہ بیوی بچوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری اس پر ہے۔ ان کی متفرق ضروریات کی ذمہ داری اس پر ہے۔ اور دونوں میاں بیوی نے مل کر بچوں کی نیک تربیت کرنی ہے اس کی ذمہ داری ان پر ہے۔ تو جتنا زیادہ میاں بیوی آپس میں اس معاہدے کی پابندی کرتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے اتنا ہی زیادہ حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا۔

لیکن بعض دفعہ افسوس ہوتا ہے بعض واقعات سن کر اور دیکھ کر کہ یہاں یورپ میں، مغرب میں رہنے والی لڑکی کا رشتہ اگر پاکستان یا ہندوستان وغیرہ میں کہیں ہوا۔ تو لڑکی نے سپانسر کر کے لڑکے کو بلوایا، شادی ہنسی خوشی چلتی رہی، بچے بھی ہو گئے۔ اور جب مرد کے کاغذات مکمل ہو گئے؟ اب مجھے یہاں سے کوئی نہیں نکال سکتا تو غلط طریق سے لڑکیوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ تو اس طرح ایک پاکیزہ تعلق کو ایک معاہدے کو توڑنے والے بن گئے اور اکثر بنیاد، صرف بہانے ہوتے ہیں، جھوٹ پر مبنی باتیں ہوتی ہیں، اندر کچھ بھی نہیں ہوتا، الزامات لگائے جا رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسے لوگ بھی منافقت کے زمرے میں ہی آتے ہیں اور احمدیوں کو، ہم میں سے ہر ایک کو اس بارہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

پھر تیسری خصلت ہے وعدہ خلافی۔ یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے۔ اور آج کل کے معاشرے میں حکومتوں سے لے کر نچلی سطح پر ہر جگہ اس کے نظارے دیکھنے میں نظر آتے ہیں۔ اور اکثر ایسے ہیں جن کی جب کوئی وعدہ کر رہے ہوتے ہیں تو شروع سے ہی نیت ٹھیک نہیں ہوتی۔ اور بعد کے فعل سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ واقعی ابتداء سے ہی نیت بد تھی۔ کیونکہ شروع میں انہوں نے یہی سوچا ہوتا ہے کہ ابھی وعدہ کرلو، جو فائدہ اٹھانا ہے اٹھا لو، اور جھوٹ بول لو، کوئی حرج نہیں۔ اور جب وعدہ پورا کرنے کا وقت آئے گا تو پھر دیکھا جائے گا، پھر ٹال دیں گے، پھر تھوڑا سا جھوٹ بول دیں گے۔ تو ایسے لوگوں کو بھی اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے کہ وعدہ خلافی جس کو یہ معمولی سمجھ رہے ہیں یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ نے ایسے شخص کو منافقین کی صف میں کھڑا کر دیا ہے اور منافق کافر سے بھی زیادہ گنہگار ہے۔

پھر چوتھی خصلت کہ جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ سے کام لیتا ہے۔ اور اس کی سب سے زیادہ سمجھ احمدیوں کو ہی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ مخالفین احمدیت گالی گلوچ یا غلیظ زبان کا استعمال اس لئے کرتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اگر سچے ہوتے تو دلیل سے بات کرتے، شریفانہ رنگ میں بات کرتے۔ تو جھوٹے کے پاس جب کوئی دلیل نہیں ہوتی تو وہ مار دھاڑ اور گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔ اور پھر ایسے لوگ اس تعریف کی رو سے منافق بھی ہیں۔ اگر اس کو مزید کھولیں تو ایسے لوگوں کی اور بھی بہت ساری منافقانہ باتیں ظاہر ہونی شروع ہو جائیں گی۔ تو یہ تو تھی غیروں کی بات۔ ان کے عمل ان کے ساتھ ہیں، ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ خدا خود ہی ان سے نمٹ لے گا لیکن احمدیوں کو بھی بہت محتاط ہونے اور اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آپس میں بعض دفعہ میاں بیوی میں، بھائیوں میں، رشتہ داروں میں، برادریوں میں، اپنے ماحول میں، کاروباری حلقوں میں رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ غلط یا صحیح یہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن کسی فریق کو بھی یہ زیب نہیں دیتا کہ ان رنجشوں کو اتنا بڑھا دیں کہ گالی گلوچ تک نوبت آ جائے۔ تو ہمیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی تعلیم دی ہے کہ اگر ایسا موقعہ پیدا ہو جائے تو صلح میں پہل کرو۔ صلح کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ۔ سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ کجا یہ کہ گالی گلوچ کر کے منافقت کا لیبل اپنے پر لگا لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس سے بچائے، محفوظ رکھے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا گالی گلوچ ہمیشہ جھوٹا آدمی ہی کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''تم جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ بھی روحانیت کو تباہ کرنے والا مرض ہے اور پھر شرک اپنی ذات میں

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ کیونکہ جو طاقتیں خدا تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیں، ان کے متعلق ایک مشرک کہتا ہے کہ فلاں فلاں چیز میں ہیں (وہ بتوں سے مانگتے ہیں جس چیز کا بت بنایا ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ان کے دلوں میں ہے کہ وہ طاقت فلاں فلاں بتوں میں ہے) اور اس طرح جھوٹ کی نجاست پر منہ مارتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کی جماعتوں کی علامتوں میں سے ایک بڑی بھاری علامت راستبازی ہوتی ہے اور یہ علامت ایسی ہے جو اپنی ذات میں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ دنیا میں بہت سے لوگ راستبازی کی قدر و قیمت کو نہیں سمجھتے۔ خصوصیت کے ساتھ اس زمانے میں یہ مرض زیادہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ مُداہنت اور نِفاق کا زمانہ ہے اور تہذیب کے معنے آج کل یہ سمجھے جاتے ہیں کہ بات کرنے والا دوسرے کے خیالات کا اس قدر خیال رکھے کہ اگر اُسے سچائی بھی چھپانی پڑے تو اس سے دریغ نہ کرے۔ مگر زمانے کی رو کے باوجود ہر شخص کا فرض ہے کہ اس بدی کا پورے زور سے مقابلہ کرے۔ اور اسے کچلنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے کیونکہ جھوٹ بولنے والا دوسروں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے اور دھوکہ ایک ایسی چیز ہے جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ پس جھوٹ بولنے والا صرف اخلاقی مجرم ہی نہیں بلکہ بنی نوع انسان کا دشمن اور انہیں تباہ کرنے والا بھی ہے اور اس عہد کو مٹانا ہر سچے اور مخلص مسلمان کا فرض ہے۔ رسول کریم ﷺ نے منافق کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور منافق کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے دوزخ کے سخت ترین مقام میں رکھا جائے گا۔ گویا خدا تعالیٰ منافقوں کے ساتھ کفار سے بھی سخت معاملہ کرے گا اس لئے کہ کافر کی وجہ سے تو کافر کو ہی نقصان پہنچتا ہے مگر منافق کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ جو قوم اپنے افراد میں سے جھوٹ نہیں مٹا سکتی اور اس کے باوجود یہ سمجھتی ہے کہ اس کو ترقی اور عزت حاصل ہو جائے گی۔ اس کا یہ خیال ایسا ہی خام ہے جیسے ایک بچے کا یہ خیال کہ چاند کے پاس پہنچ جائے گا یا ستاروں کے پاس پہنچ جائے گا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اگر سچائی ایسی چیز ہے جس کے بغیر کسی قوم کا رعب قائم نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ سچائی اور دیانت کا نمونہ دکھاتے ہیں وہ اپنی قوم کو چار چاند لگا دیتے ہیں اور جو لوگ یہ نمونہ نہیں دکھاتے وہ اپنی قوم کا گلا کاٹنے والے ہوتے ہیں''۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۴۱۔۴۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو۔ جھوٹ مت بولو اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے اور قریبیوں کو جیسے بیٹے وغیرہ کو''۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۵۳)

پھر آپؑ نے فرمایا :

''سچ میں ایک جرأت اور دلیری ہوتی ہے۔ جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے۔ وہ جس کی زندگی ناپاکی اور گندے گناہوں سے ملوث ہے وہ ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے اور مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرأت سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کرسکتا اور اپنی پاکدامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ دنیوی معاملات میں ہی غور کر کے دیکھ لو کہ کون ہے جس کو ذرا سی بھی خدا نے خوش حیثیتی عطا کی ہو اور اس کے حاسد نہ ہوں۔ ہر خوش حیثیت کے حاسد ضرور ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی لگے رہتے ہیں۔ یہی حال دینی امور کا ہے۔ شیطان بھی اصلاح کا دشمن ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنا حساب صاف رکھے اور خدا سے معاملہ درست رکھے۔ خدا کو راضی کرے پھر کسی سے خوف نہ کھائے اور نہ کسی کی پروا کرے۔ ایسے معاملات سے پرہیز کرے جن سے خود ہی مَوردِ عذاب ہو جاوے مگر یہ سب کچھ بھی تائید غیبی اور توفیق الٰہی کے سوا نہیں ہو سکتا۔ صرف انسانی کوشش کچھ بنا نہیں سکتی جب تک خدا کا فضل شامل حال نہ ہو۔ ﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا﴾ (النساء :۲۹)۔ انسان ناتواں ہے، غلطیوں سے پُر ہے، مشکلات چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرے۔ اور تائیداتِ غیبی اور فضل کے فیضان کا وارث بنادے۔ (ملفوظات جلد پنجم، طبع جدید، صفحہ ۵۴۳)

پھر آپ نے فرمایا: ''صدیق مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی جو بالکل راستبازی میں فنا شدہ ہو اور کمال درجہ کا پابند، راستباز اور عاشقِ صادق ہو۔ یہ ایک ایسا مقام ہے کہ جب ایک شخص اس درجہ پر پہنچتا ہے تو وہ ہر قسم کی صداقتوں اور راستبازیوں کا مجموعہ اور ان کو کشش کرنے والا ہو جاتا ہے۔ جس طرح پر صدیق کمالاتِ صداقت کا جذب کرنے والا ہوتا ہے۔......صدیق کے کمال کے حصول کا فلسفہ یہ ہے کہ جب وہ اپنی کمزوری اور ناداری کو دیکھ کر اپنی طاقت اور حیثیت کے موافق ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ﴾ کہتا ہے اور صدق اختیار کرتا اور جھوٹ کو ترک کر دیتا ہے اور ہر قسم کے رجس اور پلیدی سے جو جھوٹ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے دور بھاگتا ہے اور عہد کر لیتا ہے کہ کبھی جھوٹ نہ بولوں گا، جھوٹی گواہی نہ دوں گا اور نہ جذبہ نفسانی کے رنگ میں کوئی جھوٹا کلام کروں گا، نہ لغو طور پر، نہ کسب خیر اور دفع شر کے لئے۔

بعضوں کا خیال ہے کہ مصلحتاً بعض موقعوں پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ فلاں غلط بات کرنے سے فلاں بہتری پیدا ہوسکتی ہے تعلقات میں یا رفع شر مَیں کر رہا ہوں غلط کام کر کے۔ یا ایسی صورت حال پیدا ہو گئی تھی جہاں جھوٹ بولنا جائز ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے۔ فرماتے ہیں یعنی یہ عہد کرے کہ کسی رنگ اور حالت میں بھی جھوٹ کو اختیار نہیں کروں گا۔'' اور جب اس حد تک وعدہ کرتا ہے تو گویا ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ﴾ پر ایک خاص عمل کرتا ہے اور اس کا وہ عمل اعلیٰ درجہ کی عبادت ہوتی ہے۔ ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ﴾ سے آگے ﴿اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن﴾ ہے خواہ یہ اس کے منہ سے نکلے یا نہ نکلے لیکن اللہ تعالیٰ جو مبدءِ فیوض ہے اور صدق اور راستی کا سرچشمہ ہے'' (جہاں سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور فیض نکلتے ہیں اور سچائی اور راستی کا دکھانے والا ہے) اللہ تعالیٰ اس کو ضرور مدد دے گا اور صداقت کے اعلیٰ اصول اور حقائق اس پر کھول دے گا۔ مثلاً جیسے کہ یہ قاعدے کی بات ہے کہ جو تاجر اچھے اصولوں پر چلتا ہے اور راستبازی اور دیانتداری کو ہاتھ سے نہیں دیتا اگر وہ ایک پیسے سے بھی تجارت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک پیسے کے بدلے لاکھوں روپے دے دیتا ہے۔

اسی طرح جب عام طور پر ایک انسان راستی اور راستبازی سے محبت کرتا ہے اور صدق کو اپنا شعار بنا لیتا ہے تو وہی راستی اس عظیم الشان صدق کو کھینچ لاتی ہے جو خدا تعالیٰ کو دکھا دیتی ہے۔ صدق مجسم قرآن شریف ہے اور پیکرِ صدق آنحضرت ﷺ کی مبارک ذات ہے اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ کے مامور و مرسل حق اور صدق ہوتے ہیں۔ پس جب وہ اس صدق تک پہنچ جاتا ہے تب اس کی آنکھ کھلتی ہے اور اسے ایک خاص بصیرت ملتی ہے جس سے معارف قرآنی اس پر کھلنے لگتے ہیں۔ مَیں اس بات کے ماننے کے لئے کبھی بھی تیار نہیں ہوں کہ وہ شخص جو صدق سے محبت نہیں رکھتا اور راستبازی کو اپنا شعار نہیں بناتا وہ قرآن کریم کے معارف کو سمجھ بھی سکے۔ اس لئے کہ اس کے قلب کو اس سے مناسبت ہی نہیں کیونکہ یہ تو صدق کا چشمہ ہے اور اس سے وہی پی سکتا ہے جس کو صدق سے محبت ہو''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۶۵۔۳۶۶)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ:

''مَیں نے غور کیا ہے قرآن شریف میں کئی ہزار حکم ہیں ان کی پابندی نہیں کی جاتی۔ ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں میں خلاف ورزی کر لی جاتی ہے یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ بعض جھوٹ تو دوکاندار بولتے ہیں اور بعض مصالحہ دار جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان کو رجس کے ساتھ رکھا ہے۔ مگر بہت سے لوگ دیکھے ہیں کہ رنگ آمیزی کر کے حالات بیان کرنے سے نہیں رکتے اور اس کو کوئی گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ ہنسی کے طور پر بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ انسان صدیق نہیں کہلا سکتا جب تک جھوٹ کے تمام شعبوں سے پرہیز نہ کرے۔ (یعنی ہر طرح کے جھوٹ سے پرہیز جب تک نہیں ہوتا)۔

پھر آپ نے فرمایا: '' خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مامور کیا ہے کہ تقویٰ پیدا ہو اور خدا پر سچا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ تاوان نہیں چاہتا بلکہ سچا تقویٰ چاہتا ہے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۰۔۱۲۱)

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو سچ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے اور جھوٹ سے بیزار ہو کر نفرت کرنے والا بنائے۔ ہر احمدی جدھر بھی جائے اس پر کبھی اس اشارے کے ساتھ انگلی نہ اٹھے کہ یہ جھوٹا ہے بلکہ ہر انگلی ہر احمدی پر ان الفاظ پر اٹھے کہ اگر سچائی کا کوئی پیکر دیکھنا ہے تو یہ احمدی جا رہا ہے۔ اگر کسی قوم کے اندر کوئی سچائی دیکھنی ہے، اس دنیا میں موجودہ حالات میں کسی نے سچائی دیکھنی ہے تو ان احمدیوں میں دیکھو۔ تو ہر احمدی خواہ وہ امریکہ میں رہنے والا ہو یا یورپ میں ہو، ہر دیکھنے والا احمدی کے متعلق یہی کہے کہ سچائی ان کا نمایاں پہلو ہے اور پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس خلق پر قائم رہنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں

مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

یہ مختصر سا مضمون میرے ان مشاہدات اور تجربات پر مبنی ہے جو خوش قسمتی سے مجھے حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن سے پختہ عمر تک بہت قریب سے دیکھنے سے نصیب ہوئے۔

میری سب سے پہلی یاد مجھے اس زمانہ میں لے جاتی ہے جب میں حضور کو حضرت اماں جان کے صحن سے نماز پڑھانے مسجد جاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ نماز سے واپسی پر آپ اپنا کچھ وقت خاص طور پر مغرب کی نماز کے بعد حضرت اماں جان کی صحبت میں گزارتے اور ان عزیزوں سے بھی گفتگو فرماتے جو وہاں موجود ہوتے۔ کئی مرتبہ خاص طور پر سردیوں کے موسم میں آپ پہلے بیت الدعا میں سنتیں ادا فرماتے۔ ان موقعوں پر آپ صحن یا اگر موسم زیادہ خشک ہو تو حضرت اماں جانؓ کے کمرے میں ٹہلتے رہتے اور بعض مرتبہ حضرت اماں جان یا پھر حضرت میر محمد اسماعیل صاحب جو اپنی ہمشیرہ حضرت اماں جانؓ سے ملنے تشریف لائے ہوتے، کے ساتھ جماعتی امور پر تبادلہ خیال فرماتے۔ آپ بچوں سے بھی گفتگو فرماتے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید حکمت و دانش کا سمندر ہے تم بچوں کو اس کے مطالعہ اور اس پر غور کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے تا تم اس سے حکمت کے موتی نکال سکو۔ اگر تم ابھی بالغ نظری کی عمر تک نہیں بھی پہنچے تو کم از کم سیپیاں ہی نکالنے کی اہلیت پیدا کرلو۔

آپ کی قرآن مجید سے محبت

آپ کی قرآن مجید سے محبت اور لگاؤ بہت گہرا اور دائمی تھا۔ ہفتہ کے روز آپ مستورات میں درس دیتے۔ وہ نظارہ بھی میری نظروں کے سامنے گھومتا ہے کہ آپ حضرت اماں جانؓ کے گھر کے برآمدہ میں کھڑے ہیں، مستورات سامنے صحن، برآمدہ اور ملحقہ کمروں میں بیٹھی ہیں۔ ان دنوں میں بہت تھوڑی تعداد ہوتی تھی۔ نیز آپ مردوں میں بھی درس قرآن دیتے جس میں بچے بھی شریک ہوتے۔ ایک مرتبہ آپ نے مسجد اقصیٰ میں درس دیا جس میں نہ صرف قادیان بلکہ باہر سے بھی دوستوں نے شرکت کی۔ یہ درس کئی ہفتے جاری رہا اور روزانہ کئی کئی گھنٹوں پر پھیلا ہوتا۔

۱۹۹۹ء میں رمضان کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی اس پیشگوئی کا بھی ذکر کیا جس میں آپ نے فرمایا کہ ایک دن آنے والا ہے کہ خلیفۂ وقت کے درس قرآن ایک ہی وقت میں تمام دنیا میں نشر ہوا کریں گے۔ حضور کی یہ خواہش آج دنیا پوری ہوتے دیکھ رہی ہے۔ میری جب حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی سے شادی ہوئی تو ہم نے گرمیوں کی چھٹیاں آپ کے ساتھ دھرمسالہ میں گزاریں۔ حضورؓ نے خود تجویز فرمایا کہ وہ قرآن مجید کے مطالب کے بارہ میں مجمع میں درس دیا کریں گے۔ مَیں اس پرائیویٹ درس کے نوٹ لیا کرتا تھا۔ آپ کی تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر جو کئی جلدوں پر مشتمل ہیں آپ کی قرآن مجید سے بے پناہ محبت کا مینار ہیں جن میں قرآن کے بے مثل معارف اور ابدی پیغام کو انتہائی خوبصورت اور اچھوتے انداز میں بیان کیا گیا۔ اس تفسیر کا بیشتر حصہ اس زمانہ میں لکھا گیا جب آپ کی صحت بہت کمزور تھی۔ مجھے وہ دن بھی اچھی طرح یاد ہیں جب حضور جابہ کے مقام پر میدانوں کی شدید گرمی سے بچنے کے لئے تشریف لے جاتے اور یہاں گھنٹوں تفسیر کی تیاری میں صرف فرماتے۔

دعا کی قوت پر کامل یقین

آپؓ کے کردار کا ایک اور نمایاں پہلو دعا پر کامل یقین اور اعتماد تھا۔ جب بھی جماعت پر کوئی ابتلا آتا تو آپ بیت الدعا میں گھنٹوں دعا میں صرف فرماتے۔ مَیں نے ہجرت کے موقع پر کئی مرتبہ دیکھا کہ آپ جب بیت الدعا سے باہر تشریف لاتے تو آپ کی آنکھیں سرخ اور متورم ہوتیں۔ مَیں ان دنوں پاکستان گورنمنٹ کی طرف سے بطور ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر امرتسر میں اور گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ایک سکھ دوست اسی عہدہ پر متعین تھا جبکہ ڈپٹی کمشنر کا عہدہ ایک انگریز کے پاس تھا۔ اسے ہدایت تھی کہ امرتسر کے متعلق جو بھی فیصلہ ہو کہ آیا اس کا الحاق ہندوستان یا پاکستان سے ہوگا اسی کے مطابق وہ متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو چارج دے دے گا۔ ایک دن ڈپٹی کمشنر نے لاہور سے واپسی پر مجھ سے سرسری طور پر ذکر کیا کہ اس بات کا امکان ہے کہ گورداسپور کا ضلع انڈیا کو دے دیا جائے۔ اس پر مَیں نے سخت حیرانگی کا اظہار کیا کہ جن خطوط پر پارٹیشن کا فیصلہ طے کرلیا گیا ہے اس لحاظ سے تو مسلم اکثریت والا علاقہ جو دوسرے مسلم اکثریت والے علاقہ سے ملحق بھی ہو وہ پاکستان میں شمار ہوگا۔ اس اصول کے تحت تو ہر لحاظ سے اسے پاکستان کے حصہ میں جانا چاہئے میری اس دلیل سے پریشان ہو کر اس نے کہا کہ لاہور آج کل افواہوں کا مرکز بنا ہوا ہے اور آدمی ان افواہوں پر یقین تو نہیں کرسکتا نیز اس نے مجھے مشورہ دیا کہ مَیں قادیان چلا جاؤں کیونکہ سی آئی ڈی رپورٹ کے مطابق تمہاری رہائش گاہ پر بم پھینکنے کا پروگرام ہے۔ اس نے کہا کہ امرتسر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کی صورت میں وہ مجھے قادیان سے بلا لے گا۔ اس پر مَیں قادیان روانہ ہوگیا اور حضور کی خدمت میں قصر خلافت جا کر اس کی اطلاع دی۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ تھوڑا عرصہ قبل آپ کو الہام ہوا ہے (تم جہاں بھی ہوگے اللہ تم کو اکٹھا کردے گا)۔

ایک اور واقعہ جس کا میرے دل و دماغ پر گہرا اثر ہے اور مجھے اس طرح لگتا ہے کہ جس طرح کل کا واقعہ ہو کہ مَیں رات کو اپنے قادیان والے گھر کے باہر والے مردانہ حصہ کے صحن میں سویا ہوا تھا۔ گرمیوں کا موسم تھا کہ میری آنکھ دردناک دل ہلا دینے والی کرب میں ڈوبی ہوئی آواز سے کھل گئی اور مجھے خوف محسوس ہوا۔ جب مَیں نیند سے پوری طرح بیدار ہوا تو مجھے احساس ہوا کہ حضرت مصلح موعود کی تہجد کی نماز (جو آپ حضرت امّ ناصر والے مکان کے اوپر والے صحن میں ادا فرما رہے تھے جس کی دیوار ہمارے گھر سے ملحقہ تھی) کی دردناک دعاؤں کی آواز تھی۔ مَیں نے غور سے سننے کی کوشش کی تو آپ بار بار ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کو اتنے گداز سے پڑھ رہے تھے کہ یوں معلوم دیتا تھا کہ ہانڈی ابل رہی ہے اور مجھے یوں لگا کہ آپ نے دعا کو اتنی مرتبہ پڑھا جیسے کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس رات کی یاد مجھے جب تک زندہ ہوں کبھی نہ بھولے گی۔

آپ کی جماعت سے گہری محبت

آپ کو جماعت سے بے پایاں محبت تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب بھی قادیان سے کوئی قافلہ پاکستان کے لئے روانہ ہوتا تو آپ حمائل شریف لے کر برآمدہ میں اس وقت تک ٹہلتے ہوئے تلاوت فرماتے رہتے جب تک اس قافلہ کی حفاظت سے سرحد پار کرنے کی اطلاع نہ آجاتی۔ ان مواقع پر آپ مسلسل دعا کرتے رہتے۔

یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ جب بھی جماعت کسی ابتلا کے دور سے گزر رہی ہوتی تو آپ بستر پر سونا ترک کر کے فرش پر سوتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آزمائش کے بادل چھٹنے کا اشارہ ملتا کہ چلو جا کر بستر پر آرام کرو۔

ایک اور بات جس نے مجھ پر انمٹ نقوش چھوڑے یہ ہے کہ میری شادی کے تھوڑے عرصہ بعد ہی جب مَیں ملتان میں بطور اسسٹنٹ کمشنر متعین تھا اور اپنی بیوی کے ماموں کرنل سید حبیب اللہ شاہ صاحب کے ہاں عارضی طور پر مقیم تھا جو وہاں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل تھے تو حضور نے سندھ جاتے ہوئے وہاں ایک روز قیام فرمایا۔ آپ مجھے ڈرائنگ روم میں لے گئے اور ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور فرمایا کہ دیکھو تم آئی سی ایس ہو اور تمہیں اعلیٰ طبقہ سے ملاقات کے بہت مواقع ملیں گے لیکن یہ بات تمہیں ہرگز غرباء اور کمزور لوگوں کی ہر طرح سے مدد کرنے سے کبھی باز نہ رکھے۔ آپ نے فرنیچر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا فرنیچر جو غریبوں سے ملاقات میں روک بنے رکھنے کے قابل نہیں۔ جس طرح ہر غریب پر رسول اللہ ﷺ کے دروازے بلا امتیاز کھلے رہتے تھے یہی وہ سنت ہے جسے اپنانا چاہئے۔ آپ کی آواز بھرائی ہوئی تھی اور آپ کی آنکھیں پرنم تھیں۔ میری حالت کا اندازہ ہی لگایا جاسکتا ہے، اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ مَیں نے آپ کو کبھی اتنی جذباتی حالت میں نہیں دیکھا۔

دوسری چیز جس نے مجھ پر بہت گہرا اثر چھوڑا وہ دین اور جماعت کی خدمت کا جذبہ تھا۔ مَیں آج بھی آپ کو فرش پر بیٹھے، چاکلیٹ رنگ کا دھسہ اوڑھے، کوئی درجن بھر موم بتیوں، جو ایک بکس پر جلا کر رکھی ہوتی تھیں، کے جلو میں پڑھتے یا لکھتے دیکھتا ہوں۔ آپ کا گلا بہت حساس تھا اور مٹی کے تیل کے دھوئیں سے فوراً متأثر ہو جاتا تھا اور ان دنوں قادیان میں ابھی بجلی نہیں آئی تھی اس لئے موم بتیوں کا ہی استعمال فرماتے تھے۔

قادیان میں بجلی غالباً ۱۹۳۰ء کے اوائل میں آئی تھی اس سے پہلے کے عرصہ میں کام کا بوجھ زیادہ شدید نوعیت کا ہوتا تھا۔ مَیں نے کئی مرتبہ جب جماعت کسی سخت دور سے گزر رہی ہوتی، آپ کو ساری ساری رات بغیر ایک منٹ آرام کئے دیکھا ہے اور آپ کام کرتے کرتے اٹھ کر صبح کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ آپ کبھی کبھی لکھے ہوئے مسودات یا تحریریں حضرت اباجان کو ترجمہ کی غرض سے اور بعض دفعہ ان کے بارہ میں رائے دریافت کرنے کے لئے بھجواتے اور ہم لڑکے انہیں اِدھر سے اُدھر لے جانے کی ڈیوٹی ادا کرتے۔

حضرت امّاں جانؓ کی تعظیم

آپ کو حضرت اماں جانؓ سے بہت گہرا لگاؤ تھا۔ اپنے سفروں میں اکثر انہیں ساتھ لے جاتے۔ حضرت اماں جانؓ آپ کو محبت سے ''میاں'' کہہ کر مخاطب ہوتیں۔ جب کبھی بھی حضور سفر کے دوران لیٹ ہوتے تو حضرت اماں جانؓ بڑی گھبراہٹ اور بے چینی کا اظہار فرماتیں۔ میری بیوی بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایسی ہی حالت میں بڑے بے تابی سے حضرت اماں جانؓ حضور کا کسی سفر سے واپسی کا انتظار کررہی تھیں۔ جب آپ تشریف لے آئے تو اماں جان نے فرمایا: ''مَیں نے تجھے منع نہیں کیا ہوا تھا کہ مغرب کے بعد دیر نہیں کرنی''۔ حضرت صاحب نے فرمایا: ''جی اماں جان''۔ پھر پوچھا: ''پھر کرے گا؟''۔ حضور نے فرمایا: ''نہیں اماں جان''۔ حضرت اماں جانؓ نے حضور کے جسم کو ایک نرم چھڑی سے تنبیہ کے رنگ میں چھوتے ہوئے فرمایا: ''آئندہ کبھی دیر سے مت آنا، تمہیں معلوم ہے کہ میری جان پر بنی رہتی ہے''۔

یہ ایک ماں کا فطری جذبہ تھا جس کا اظہار حضرت اماں جان نے فرمایا ورنہ وہ خود ہر دوسرے احمدی کی طرح حضور کی بڑی عزت فرماتیں۔

جب حضرت اماں جانؓ کی ربوہ میں وفات ہوئی تو حضور کی خواہش تھی کہ انہیں اپنے خاوند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ مَیں ان دنوں لاہور میں متعین تھا۔ حضور کا ارشاد موصول ہوا کہ اس سلسلہ میں انڈین ہائی کمشنر سے رابطہ کیا جائے۔ میری درخواست پر انڈین ہائی کمشنر نے دہلی سے رابطہ کیا اور بتایا کہ ہندوستان کی گورنمنٹ نے خاص کیس کے طور پر اس کی اجازت دے دی ہے لیکن یہ شرط لگائی کہ اس غرض کے لئے بیس سے زائد عزیزوں یا دیگر اصحاب کو ویزے نہیں دئے جائیں گے۔ حضرت

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALSNEEDS

❁❁ ❁ ❁❁

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

مصلح موعود نے یہ پیشکش اس وجہ سے مسترد کر دی کہ حضرت اماں جان کی حیثیت کے پیش نظر کم از کم دس ہزار احمدی میت کے ساتھ جانے ضروری ہیں۔

ایک عظیم خطیب

حضور بہت بلند پایہ مقرر تھے۔ مَیں نے دنیا میں بہت سفر کیا ہے اور دنیا کے مشہور ترین لیڈروں کو سننے کا موقع ملا ہے مگر مَیں نے کسی کو بھی خطابت میں حضور کا پاسنگ بھی نہیں پایا۔ آپ کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ آپ اپنے خطاب سے پہاڑوں کو ہلا سکتے تھے۔ اس صداقت پر جماعت کے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ گواہ ہیں۔ آپ سامعین کو ساحرانہ رنگ تک قابو میں رکھتے۔ ہجرت کے فوراً بعد آپ نے مختلف شہروں میں پاکستان کے مختلف مسائل اور ان کے حل پر لیکچر دئے۔ اسلامیہ کالج کے ایک پروفیسر نے جو میرے ایک دوست کے ساتھ بیٹھے تھے بے ساختہ کہا کہ ''حضور کو تو پاکستان کا پرائم منسٹر ہونا چاہئے''۔ اس سے قبل ''اسلام میں اختلافات کا آغاز'' کے موضوع پر لیکچر کے موقعہ پر اسلامیہ کالج کے ہسٹری کے پروفیسر نے آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے کہ ''فاضل باپ کا فاضل بیٹا'' اور کہا کہ مَیں اپنے آپ کو اسلامی تاریخ کا علم رکھنے والا تصور کرتا تھا لیکن آپ کا لیکچر سننے کے بعد احساس ہوا کہ مَیں تو بالکل طفل مکتب ہوں۔

جن دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں پیشگوئی پڑھی ہے ان کے لئے یہ ریمارکس کسی تعجب کا موجب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش سے پہلے اس عظیم الشان ہستی کے بارہ میں جو پیشگوئی کی گئی ہے وہ تاریخ کے صفحات کی طرح ہے جسے کس شان اور عظمت کے ساتھ پورا ہوتا دیکھ سکتے ہیں۔

آپ کے التفاتات

میری ساری عمر حضورؓ کے التفاتات کے سایہ تلے گزری ہے۔ اعلیٰ تعلیم کی غرض سے یورپ کے سفر کے موقعہ پر حضور نے خط میں بہت سی قیمتی نصائح فرمائیں۔ ان میں سے ایک جس نے مجھ پر بہت گہرا اثر چھوڑا وہ تھی جس میں آپ نے قرآن مجید کی آیت ﴿اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا﴾ کہ تمام عزتوں کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، کا ذکر فرمایا۔

انگلستان سے واپسی پر مَیں نے گورنمنٹ سروس اختیار کر لی اور میری شادی حضور کی صاحبزادی سے قرار پائی۔ حضور نے میری بیوی کو نصیحت فرمائی کہ مظفر تو گورنمنٹ ملازم ہے مگر تم نہیں ہو۔ غریب اور مساکین سے ملو مگر کبھی کسی کی دنیاوی حیثیت کی وجہ سے انہیں ملنے مت جانا۔ جلد ہی انہیں اس امتحان سے گزرنا پڑا۔ جب فنانشل کمشنر صاحب اپنی بیگم کے ہمراہ سرگودھا دورہ پر تشریف لائے۔ تمام افسران کی بیگمات نے فنانشل کمشنر صاحب کی بیگم کی ملاقات کے لئے ان کی رہائش گاہ پر حاضری دی اور باوجود اصرار کے میری بیوی نے جانے سے انکار کر دیا۔ بعد میں فنانشل کمشنر صاحب کی بیگم صاحبہ نے ڈپٹی کمشنر کی بیگم تک کو چھوڑتے ہوئے خاص طور پر میری بیگم کو علیحدہ چائے کی دعوت پر بلایا اور خاص طور پر پردہ کا اہتمام کیا گیا۔ سرگودھا کے افسران کے حلقہ میں اس پر بڑی حیرانگی کا اظہار کیا گیا اور بارہا یہ سوال کیا گیا کہ آیا میری بیگم کی فنانشل کمشنر کی بیگم سے پہلے سے کوئی شناسائی ہے جس پر میری بیوی نے انہیں بتایا کہ نہیں کوئی ایسی بات نہیں بلکہ وہ تو پہلی مرتبہ انہیں ملی ہیں۔

باوجود انتہائی مصروفیات کے حضور کچھ وقت بچوں اور عزیزوں کے لئے ضرور نکالتے۔ مجھے یاد ہے کہ حضور سردیوں کے ایام میں عشاء کی نماز کے بعد خاندان کے بچوں کو اکٹھا کر کے انہیں کہانیاں سناتے۔ یہ کہانیاں کسی کتاب سے نہ ہوتیں بلکہ آپ انہیں تشکیل دے کر آگے بڑھاتے چلے جاتے۔ ان کہانیوں میں نصائح پنہاں ہوتیں۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوتا تو بعض چھوٹے بچوں کو جو کہانی سنتے سنتے سو جاتے انہیں نوکر اٹھا کر گھر گھر چھوڑ آتے۔

تفریح کے لمحات

حضور شکار کا شوق رکھتے تھے اور گھر کے افراد اور دوستوں کے ساتھ کھانا پکانے کے مقابلہ میں شرکت فرماتے۔ ایک موقعہ پر آپ نے جماعت کے دوستوں کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ نہر کے ایک پل سے دوسرے پل تک تیرنے کے مقابلہ میں شرکت فرمائی۔ شرط یہ تھی کہ جس کا بھی پاؤں دانستہ یا نادانستہ زمین کو چھو جائے وہ ہاتھ کھڑا کر کے مقابلہ سے علیحدہ ہوتا جائے۔ جب حد مقررہ کے دوسرے پل پر پہنچے تو آپ کے ساتھ چند دوست ہی باقی رہ گئے تھے۔ ان مواقع پر حضور ایک لمبی نیکر پہنا کرتے جو گھٹنوں تک آتی تھی۔

ایک عظیم منتظم

حضرت مصلح موعودؓ بڑے زیرک، دوراندیش اور انتہائی قابل منتظم تھے۔ جماعت کی موجودہ حیثیت اور انتظامی ڈھانچہ آپ کی ہی جاری کردہ اصلاحات کا مرہون منت ہے۔ شوریٰ کا نظام، تین ذیلی اداروں کا قیام، سندھ میں جماعت کے لئے ایک بڑی اراضی کا بندوبست جو حضور نے ایک خواب کی بنا پر خرید فرمائی تھی، تحریک جدید کا بیرونی تبلیغ اور احرار کی یلغار کے سامنے بند باندھنے کی غرض سے اجراء۔ وہ چند سکیمیں ہیں جو آپ کی دوراندیشی اور زیرک قیادت کی آئینہ دار ہیں۔

جماعت کے ممبران میں امدادی کام اور محنت کی عظمت قائم کرنے کی غرض سے آپ نے وقار عمل کے ایام باقاعدہ طور پر منانے کا طریق رائج کیا جس میں جماعت کے تمام ممبران بلا استثناء عہدہ و امارت اپنے شہروں میں گڑھوں کو پُر کرنا، سڑکوں کی مرمت، محلوں کی صفائی کے کاموں میں شرکت کرتے۔ مجھے اچھی طرح حضور کو خود مٹی سے بھری ہوئی ٹوکریاں اٹھا کر مقررہ جگہ پر ڈالتے ہوئے دیکھنا یاد ہے۔ آپ کی ذاتی مثال تمام احباب کے لئے مہمیز کا کام دیتی اور مشعل راہ بنتی۔

ایک بہادر انسان

حضور بڑے بہادر اور آہنی عزم کے مالک تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب آپ پر نماز کے دوران حملہ ہوا تو ڈی آئی جی پولیس نے اس سے پہلے کہ یہ خبر مشہور ہو مجھے اطلاع کر دی اور یہ بھی بتایا کہ گو آپ کی حالت خطرہ سے باہر ہے مگر ربوہ سے تمام روابط منقطع کئے جا چکے ہیں اور پولیس کو ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کے لئے الرٹ کر دیا گیا ہے۔ مَیں نے فوری طور پر ڈاکٹر امیر الدین سے جو ماہر سرجن تھے رابطہ کیا مگر وہ یونیورسٹی کے امتحانات کی وجہ سے مصروف تھے اس لئے پھر دوسرے ماہر سرجن ڈاکٹر ریاض قدیر کو لے کر مَیں رات گئے لاہور سے ربوہ پہنچ گیا۔ ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے دریں اثناء ابتدائی مرہم پٹی کر دی ہوئی تھی مگر ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ حضور کا زخم والا حصہ پھولا ہوا ہے اور تشخیص کی کہ کوئی رگ کٹ گئی ہے جس کی وجہ سے خون جمع ہو رہا ہے۔ اس لئے فوری آپریشن کا فیصلہ کیا گیا۔ جس کے لئے بیہوش کرنا ضروری تھا مگر حضور نے انکار کیا کہ وہ بیہوشی کی دوا نہیں لیں گے اور ہوش کی حالت میں ہی آپریشن کیا جائے۔ آپریشن کے دوران حضور نے کمال ہمت اور جرأت کا مظاہرہ فرمایا۔ اس زخم کی وجہ سے آپ کی صحت پر بہت برا اثر پڑا اور ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد جب آپ نے رحلت فرمائی تو ہم سب ربوہ میں موجود تھے۔ آپ کی یہ لمبی بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی دکھائی دیتی تھی کہ اس کی وجہ سے جماعت کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہوگئی ورنہ آپ سے جماعت کو جو بے پناہ عقیدت اور لگاؤ تھا شاید وہ اس صدمہ سے بے حال ہو جاتی۔

حضور تمام زندگی قوم کی بہبود کے لئے سرگرم رہے اور یہ حقیقت اب تاریخ کا حصہ ہے۔ شدھی کی تحریک سے لے کر کشمیریوں کی آزادی کی تحریک تک اور ادھر پھر ہجرت سے پہلے ہندوؤں کے عزائم کی بے نقابی کرنا۔ جب ایک ہندو نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں ایک گستاخانہ مضمون لکھا تو آپ نے اس کے خلاف بڑے زور سے آواز اٹھائی اور تحریک چلائی جس کے نتیجہ میں حکومت اس کے خلاف کارروائی کرنے پر مجبور ہوگئی۔ آپ کے کارہائے نمایاں میں سیرۃ النبیؐ اور یوم پیشوایان مذاہب کو شایان شان طریق پر منانے کا پروگرام شامل ہے۔ کہ غیر مذاہب کے سامنے سیدنا رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے تاکہ لاعلمی کی بنا پر کوئی آدمی ایسی بات نہ کرے جس سے اشتعال پیدا ہو اور پھر تمام پیشوایان مذاہب کے احترام کو قائم کرنے کی غرض سے ان کی سیرت پر تقاریر ہوں تاکہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مفاہمت اور بھائی چارہ بڑھے اور کشیدگی دور ہو۔

مختصر یہ کہ آپ ایک عظیم اور یکتا لیڈر تھے۔ یہ تمام خوبیاں ایک انسان میں شاذ ہی اکٹھی ہوتی ہیں۔ آپ کی ذات ان تمام خوبیوں اور حسن کا مونہہ بولتا ثبوت تھی جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چالیس روز چلہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔ اس پیشگوئی کی شوکت سے انسان کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور یہ ایک پیشگوئی ہی ایک متلاشی کو ہدایت اور روشنی کی طرف لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(ماخوذ از: النحل۔ امریکہ ۱۹۹۵ء)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

کمزور ہیں، باقاعدہ سکیم بنا کر اس کام کو شروع کریں اور اپنے اپنے ملکوں کے یتامیٰ کو سنبھالیں۔ مسکین لوگوں سے بھی حسن سلوک کا ارشاد ہے مسکینوں میں ایسے تمام لوگ آ جاتے ہیں جن پر کسی بھی قسم کی تنگی ہے۔ پھر تمہارے بہت زیادہ حسن سلوک کے مستحق ہمسائے بھی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی پابندی اس قدر فرمائی کہ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہمیں خیال ہوا کہ اب شائد ہماری وراثت میں بھی ہمسائے کا حق ٹھہر جائے گا۔ حضور انور نے حقوق العباد کے حوالے سے تمام اعلیٰ اخلاق اور ان کے معیار تفصیل سے بیان فرمائے۔ جن کے ذریعہ ایک حسین معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا اگر ہر ایک اپنے اپنے دائرہ میں دوسرے سے حسن سلوک کرنے والا بن جائے تو دنیا کے فساد خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بھی ہوں گے تو یہ سونے پر سہاگے والی بات ہوگی۔ اور آج اس تفصیل سے یہ حسن سلوک سوائے احمدی کے اور کوئی نہیں کر سکتا یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم نے ادا کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں تم خدا کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور ان سے بھی احسان کرو جو تمہارے قرابتی ہیں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھی احسان کرو۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلے میں تعلق جوڑے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جس سے اگر تعلق توڑا جائے تو بھی وہ تعلق جوڑے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی، تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے۔ حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ کرے ہم اللہ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور ان سے حسن سلوک کر کے اللہ تعالیٰ کو اپنا بنانے والے بن جائیں۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور نے حال ہی میں فوت ہونے والے بعض بزرگوں کا ذکر خیر فرمایا جن میں محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب، صدر، صدر انجمن احمدیہ، محترم محمد سعید انصاری صاحب سابق مبلغ سلسلہ انڈونیشیا و ملائشیا اور استاد جامعہ احمدیہ، محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور محترم سمیع اللہ قمر صاحب امیر و مشنری انچارج زمبابوے شامل ہیں۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

مسجد بیت الفتوح کا
خوشیوں سے معمور روح پرور ماحول میں افتتاح

(مسعود احمد خان دہلوی۔ربوہ)

دنیا بھر کے احمدیوں کے لئے ۶؍شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ ہجری بمطابق ۳؍اکتوبر ۲۰۰۳ء کو آنے والا جمعۃ المبارک کا دن اپنی تمام تر برکتوں کے ساتھ ایک تاریخی اور تاریخ ساز دن تھا کیونکہ اُس روزِ سعید کی بابرکت ساعتوں میں سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے یورپ کی سب سے بڑی مسجد ''بیت الفتوح'' میں خطبہ جمعہ ارشاد فرما کر اور پہلی نماز جمعہ پڑھا کر اس کا افتتاح فرمانا تھا۔ ہر چند کہ خطبہ جمعہ ایک بجے بعد دوپہر شروع ہونا تھا لیکن برطانیہ کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے ہزاروں احباب اور مشرق و مغرب کے چالیس ملکوں کی جماعتہائے احمدیہ کے نمائندہ وفد کے طور پر تشریف لانے والے احباب نے فرداً فرداً صبح نو بجے سے ہی بیت الفتوح کے احاطہ میں پہنچنا شروع کر دیا تھا۔ ان سب پُر شوق احباب کو سردست بیت الفتوح سے ملحق طاہر ہال میں صف وار بٹھانے کا اہتمام کیا گیا تھا تاکہ جب گیارہ بجے کے بعد مسجد ''بیت الفتوح'' کے دروازے کھولے جائیں تو احباب کو نظم و ضبط کے ساتھ مسجد میں داخل ہونے اور وہاں نظم و ضبط برقرار رکھتے ہوئے پوری سنجیدگی اور وقار کے ساتھ صف وار بیٹھنے کا موقع دیا جائے تاکہ کسی قسم کی بدنظمی کا مظاہرہ نہ ہو۔ چنانچہ جو احباب پہلے آئے تھے اور مسجد کھلنے کے منتظر تھے وہ مسجد میں پہلے داخل ہوئے اور پوری مسجد ان سے پُر ہوگئی اور بعد میں آنے والوں کو طاہر ہال میں صف وار بیٹھ کر مسجد کی افتتاحی نماز جمعہ میں شرکت کرنا پڑی۔ بعد میں آنے والی مستورات کو ناصر ہال میں جگہ دی گئی۔

پُر شوق نمازیوں سے بھری ہوئی مسجد اور ملحقہ ہال نما وسیع و عریض کمروں میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یاد کے پہلو بہ پہلو نئی بہت خوبصورت اور عالیشان مسجد کی افتتاحی تقریب کے زیر اثر خوشیوں سے معمور روح پرور ماحول کا عجب پُر سوز و پُر کیف منظر چھایا ہوا تھا۔ پُر شوق نمازیوں کے دل اِس غیر معمولی نئے فضل پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر سے لبریز تھے اور اس حمد اور شکر کے زیر اثر دل کی گہرائیوں سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بلندیٔ درجات کے لئے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے غیر معمولی تائید و نصرت الٰہی سے نوازے جانے کے لئے متضرعانہ دعائیں اُٹھ رہی تھیں۔ مکمل خاموشی نیز زیرلب کی جانے والی دعائیں اور ذکر الٰہی کی خاموش صدائیں قبولیت کے آثار کو نمایاں کر رہی تھیں۔ ایسے کیف و سرور اور روحانیت سے معمور فضا میں کُل عالم میں فتوحات کا دروازہ کھلنے کی نوید دینے والی ''بیت الفتوح'' کا افتتاح عمل میں آیا اور آیا بھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پُر معارف خطبہ کے بعد اس میں ادا کی جانے والی پہلی نمازِ جمعہ کے ذریعہ۔ اس طرح اس میں ادا کی جانے والی پہلی نماز جمعہ کے دوران کی جانے والی اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں سے اس کا افتتاح ہوا۔ یہ ایسا بابرکت افتتاح تھا کہ جس نے دلوں کو اسلام کے انتہائی روشن اور تابناک مستقبل کے نورِ یقین سے پُر کر دیا۔ اس نورِ یقین سے انہی ہزاروں ہزار احباب کے دل پُر نہیں ہوئے جو بیت الفتوح کے افتتاح کی اس روح پرور تقریب میں ذاتی طور پر شرکت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے بلکہ یہ نور یقین ان کروڑوں احمدی احباب کے دلوں کو بھی پُر کرنے کا موجب بنا جو اطراف و جوانبِ عالم کے آخری کناروں تک پھیلی ہوئی جماعتہائے احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ وہ بھی تو ایم ٹی اے کی عالمگیر نشریات کے ذریعہ بیت الفتوح کی روح پرور افتتاحی تقریب کے پر کیف نظاروں کو دیکھ رہے تھے اور ہزارہا میل دور ہونے کے باوجود ایک طرح سے اس بابرکت افتتاحی تقریب میں شریک تھے۔ وہ بھلا اس کی انقلاب انگیز تاثیرات سے کیسے محروم رہ سکتے تھے۔ وہ بھی ان سے مستفیض ہوئے اور اس طرح حمد اور شکر اور نور یقین سے وہ بھی پر ہو ہو گئے۔

ذمہ داریوں کا احساس دلانے والا حضور ایدہ اللہ کا پر معارف خطبہ

''بیت الفتوح'' کے افتتاح کے تاریخ ساز موقع پر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو پر معارف خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بطور خاص ذکر فرمایا جن کے عہد میں انہی کی مساعیٔ جمیلہ اور گہرے شغف و انہماک کے طفیل بفضلِ اللہ تعالیٰ ایسی وسیع و عریض خوبصورت اور عالیشان مسجد تعمیر کرنے کی جماعت کو توفیق ملی لیکن مسجد ابھی تکمیل کے آخری مراحل میں تھی کہ بقضائے الٰہی آپؒ وفات پاگئے اور آپؒ بذات خود اس کا افتتاح نہ فرما سکے۔ (حضور ایدہ اللہ کے خطبہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکا ہے)۔

اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے اس پر معارف خطبہ کے بعد حضورؒ نے نو تعمیر شدہ مسجد 'بیت الفتوح' میں پہلی نماز جمعہ پڑھائی۔ اس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ اس نئی عالی شان مسجد کا افتتاح عمل میں آیا، فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اظہار تشکر کے طور پر اٹھنے والی خوشی و مسرت کی لہریں

نماز جمعہ سے فارغ ہونے اور حضور ایدہ اللہ کے تشریف لے جانے کے بعد ان ہزاروں ہزار افراد میں جنہیں اس تاریخ ساز موقع پر موجود ہونے اور روح پرور ماحول میں منعقد ہونے والی ''بیت الفتوح'' کی افتتاحی تقریب میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اظہار تشکر کے طور پر خوشی و مسرت کی ایسی لہریں اٹھیں اور اٹھتی چلی گئیں کہ ہر طرف دیر تک ایک روحانی جشن کا سماں بندھا رہا۔ احباب نے ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر اور باہم مصافحے کر کر کے اللہ تعالیٰ کے اس نئے فضل عظیم پر ایک دوسرے کو اس حال میں مبارکباد دی کہ دل سب کے ہی حمد کے ترانے گا رہے تھے اور جسم کا ذرّہ ذرّہ سجدات شکر بجالانے میں مصروف تھا۔ اس مبارک و مقدس موقع پر شاید ہی کوئی بھائی ایسا ہو جس نے وہاں موجود ہر دوسرے بھائی سے بغلگیر ہو کر اور مصافحہ کر کے ہشاش بشاش چہروں کیساتھ مبارکباد کا تبادلہ نہ کیا ہو۔ ''بیت الفتوح'' کے وسیع و عریض احاطہ کی کوئی سمت اور کوئی طرف ایسی نہ تھی جہاں ایک دوسرے کو مبارکباد دینے والے بندگان خدا کے ہاتھ آسمان کی طرف بلند نہ ہو رہے ہوں یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ یہ ہمارے صادق الوعد خدا کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں شاہراہ غلبۂ اسلام کے اس نئے موڑ پر موجود ہونے اور عالمگیر غلبۂ اسلام کی منزل مراد کا دُور سے مشاہدہ کرنے اور روشن مستقبل کی جھلک دیکھنے کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔

عیدین کے پرمسرت مواقع پر بھی احباب کو اس قدر خوشی اور گرمجوشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ بغلگیر ہونے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے نہیں دیکھا تھا جس مسرت آفریں والہانہ انداز میں بیت الفتوح کے افتتاح کے موقع پر ہزاروں احباب ایک دوسرے سے گلے مل کر ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش پر اس کا شکر بجالا رہے تھے۔ اس مبارک موقع پر عید سے بڑھ کر خوشی اور گرمجوشی کیوں دیکھنے میں نہ آتی جبکہ لندن شہر میں ''بیت الفتوح''، جیسی عظیم اور عالیشان مسجد کا افتتاح سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اَلْعِیْدُ الاٰ خِر منہُ فَتْحًا عَظِیْمًا (تذکرہ صفحہ ۴۹۶) کی رو سے سپین کی مسجد بشارت کے موقع پر ظاہر ہونے والی عید کے بعد ظاہر ہونے والی ایک عظیم فتح پر دلالت کر رہا تھا اور خود اپنی ذات میں اسے ایک عید کا درجہ بھی حاصل تھا جس کے بعد اس سے بھی بڑھ کر عظیم فتح کا ظہور مقدّر ہے۔ ہمارے لئے سلسلہ وار ظاہر ہونے والی عیدیں ہی عیدیں ہیں اور ان کے ذریعہ فتوحات عظیمہ کے ظہور پر دلوں کا خوشیوں سے معمور ہونا اور ہوتے چلے جانا خدا تعالیٰ نے مقدر کر رکھا ہے اور وہ اپنے وعدوں کو مسلسل پورا کرتا چلا آرہا ہے سب کو خوشی اس امر کی بھی تھی کہ اب اس سے بھی بڑھ کر عید اور فتوحات عظیمہ کا ظہور ہوگا یہاں تک کہ اسلام کے کل عالم پر غالب آجانے کی اصل اور حقیقی عید کا زمانہ آجائے گا جو خود اپنی ذات میں فتوحات عظیمہ کے منصۂ شہود پر آنے کا بھی زمانہ ہوگا۔ سب بنی نوع انسان توحید باری کے بنیادی عقیدہ پر جمع ہو کر اس کی حمد کے ترانے گائیں گے اور سب افضل الرسل حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج بھیج کر کرۂ ارض کی فضاؤں کو درود و سلام کی آوازوں کی وجد آفریں گونج سے بھر دیں گے۔

بیت الفتوح کا احاطہ افتتاحی تقریب میں شرکت کرنے والے ہزاروں احباب سے مسلسل بھرا رہا کسی کے وہاں سے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا خوشیوں اور مسرتوں کے اس ہنگام سے کسی کا بھی دل جدا ہونے کو تیار نہ تھا یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا اور سب نے محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشدؔ امام مسجد فضل لندن کی اقتداء میں نماز عصر ادا کی۔ نماز عصر سے فارغ ہونے کے بعد بھی عشق الٰہی اور عشق محمد

ﷺ سے سرشار مجمعٔ عشاق کی گہما گہمی اور ذوق و شوق کی افزونی اسی طرح جاری رہی یہاں تک کہ شام کا وقت ہو گیا بیت الفتوح اور اس سے ملحقہ عمارتوں پر بجلی کے رنگ برنگے قمقموں سے ایسا شاندار چراغاں ہوا کہ بیت الفتوح کے قرب وجوار کا سارا علاقہ روشنیوں کی پر کیف یلغار سے جگمگا اٹھا۔ مسجد بیت الفتوح جس کا بیرونی حصہ یک رنگ سفید دودھیا سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے تعمیراتی خوبصورتی کا ایک حسین نمونہ ہے۔ بجلی کے رنگ برنگے قمقموں کی دلکش روشنیوں کی بھرمار میں اور بھی زیادہ خوبصورت اور حسین نظر آنے لگی اور علاقہ کے باشندے بھی ہجوم در ہجوم وہاں آکر بیت الفتوح کی رنگ برنگی روشنیوں کی وجہ سے ابھرنے والی نئی دلکشی کا لطف اٹھانے لگے۔ اول شب شکرانے کے طور پر طاہر ہال میں ایک وسیع دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا جس میں بیرونی ملکوں کی جماعتوں کے امراء صاحبان، ممالک شرق وغرب کی جماعتہائے احمدیہ کے وفود اور جماعت احمدیہ برطانیہ کے عہدیداران اور علاقہ کے سربرآوردہ انگریز مہمانوں کے علاوہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ تمام دیگر احباب وخواتین کے لئے علیحدہ علیحدہ مارکیز (ہال نما عارضی خیموں) میں کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس خصوصی دعوت طعام میں شرکت کرنے والے سربرآوردہ مہمانوں کا حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ تعارف کرایا گیا۔ دعوت طعام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ نظم کے بعد حضور ایدہ اللہ نے دعا کرائی اور پھر سب نے حضور ایدہ اللہ کی معیت میں ماحضر تناول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ دعوت طعام سے فراغت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ''بیت الفتوح'' میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں جس میں وہاں موجود ہزاروں احباب کو حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ بیت الفتوح کی افتتاحی تقاریب اپنے اختتام کو پہنچیں۔

بیت الفتوح کے افتتاح میں شرکت کرنے والے ممالک شرق وغرب کے نمائندہ وفود

چونکہ اکیسویں صدی کے آغاز میں تعمیر ہونے والی ''بیت الفتوح'' کا دائرہ اثر صرف انگلستان تک محدود نہ تھا بلکہ اس کی تعمیر شاہراہ غلبہ اسلام پر اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی تھی اور اس کے ذریعہ دنیا بھر میں موعودہ عالمگیر غلبۂ اسلام کو اجاگر کرنے والے دروازوں کا کھلنا اور آسمانی بشارتوں کا پورا ہونا مقدر تھا اس لئے ممالک شرق وغرب کی جماعتہائے احمدیہ کے بڑے نمائندہ وفود نے اس مبارک ومقدس تاریخ ساز موقع پر ہزار ہا میل کا سفر اختیار کر کے اس مسجد کی افتتاحی تقریب میں شرکت کرنا ضروری سمجھا۔ برطانیہ کے مختلف شہروں سے احباب جماعت نے تو بڑی کثرت سے اس موقع پر تشریف لانا ہی تھا کیونکہ روحانیت کو عام کرنے والی نہر خوشگوار ان کے اپنے رہائشی ملک میں جاری ہوئی تھی۔ وہ آئے اور بہت بڑی تعداد میں آئے لیکن مشرق ومغرب کے قریباً چالیس ممالک کے سینکڑوں احباب بھی کھنچے چلے آئے۔ ان میں مشرق وسطیٰ کے اکثر ممالک کے علاوہ جاپان، انڈونیشیا، ملائشیا، سنگاپور، آسٹریلیا، بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش، امریکہ، کینیڈا، پولینڈ، سویڈن، ناروے، جرمنی، بیلجیم، ڈنمارک، ہالینڈ، فرانس، گھانا، بینن، نائجیریا اور برکینا فاسو وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پھر ان ممالک کے امراء جماعت ہی نہیں بلکہ ان ملکوں کے مختلف شہروں سے تعلق رکھنے والے بعض احباب جماعت بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان وفود میں بہت سی احمدی خواتین بھی شامل تھیں۔ الغرض ممالک شرق وغرب کے احمدی احباب کی تشریف آوری کی وجہ سے افتتاح میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے والے احباب ایک بین الاقوامی اجتماع کا منظر پیش کر رہے تھے اور اجتماع میں اپنی موجودگی سے اکیسویں صدی عیسوی میں اسلام کے عالمگیر غلبہ کے سلسلہ میں فتوحات عظیمہ کے منصۂ شہود پر آنے کی نوید سنا رہے تھے۔

چونکہ خاکسار کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ بیرونی ممالک کے تبلیغی وتربیتی متعدد دوروں میں حضورؒ کے ہمراہ جانے کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے تو ایسے بین الاقوامی اجتماعات میں واقفکار غیر ملکی احباب سے مل کر بے حد خوشی ہوتی ہے۔ مسجد 'بیت الفتوح' کی افتتاحی تقریب میں ڈنمارک کے برادر نوح ہنڈسن، اسی طرح امیر جماعت احمدیہ گھانا محترم جناب عبدالوہاب بن آدم صاحب اور نامور انڈونیشین مبلغ محترم عبدالواحد صاحب مرحوم کے صاحبزادے محترم عبدالباسط صاحب اور دیگر احباب سے خاکسار اور دیگر دوستوں کی ملاقاتیں بہت مسرت آفریں رہیں۔ ان سب کا ایمان واخلاص قابل رشک تھا۔

بیت الفتوح اور اس کے تعمیراتی کمپلیکس کی عمارات کی تفصیل

مسجد ''بیت الفتوح'' مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہی نہیں ہے بلکہ اپنی سادگی کے باوصف یہ سب مسجدوں سے زیادہ خوبصورت، دلکش اور جاذب نظر بھی ہے۔ اول تو اس کا نقشہ، ڈیزائن اور طرز تعمیر سب سے جدا اور منفرد ہے۔ اس کی تعمیر میں اسلامی طرز تعمیر کا پورا پورا ہتمام کرتے ہوئے جدید برطانوی طرز تعمیر کے مفید پہلوؤں کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ دوسرے اس کی عمارت کا سارا بیرونی حصہ دودھیا رنگ کے چٹے سفید قیمتی سنگ مرمر سے مزین ہے۔ اس کا سادگی کا آئینہ دار بایں ہمہ پرشکوہ سفید گنبد۔ اس کی نچلی منزل کے سامنے کے حصہ میں بنی ہوئی نہایت موزوں اور نفاست کی آئینہ دار محرابیں نیز اس کا بلند وبالا سفید مینار یہ سب منفرد پہلو راہ گیروں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور وہ انہیں دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ یہ مسجد تمام تر جدید سہولتوں سے آراستہ ہے۔ جس طرح دنیا کے عجائبات میں شمار ہونے والے تاج محل کی خوبصورتی اور دلکشی وجاذبیت کی الفاظ میں صحیح عکاسی ممکن نہیں ہے۔ اور اس کی کمال مہارت سے بنائی ہوئی تصویر یا فوٹو سے بھی اس کی خوبصورتی ودلکشی اور زیبائش وآرائش کا صحیح ادراک نہیں ہوسکتا کیونکہ تمام تر اصل خوبی وخوبصورتی اسے بچشم خود دیکھ کر ہی انسان پر منکشف ہوتی ہے۔ اسی طرح بیت الفتوح کی سنگ مرمر سے ڈھکی ہوئی سادہ سی عمارت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی جاذبیت سے آگاہی اسے وہاں جا کر بچشم خود دیکھنے اور مشاہدہ کرنے سے ہی ہوسکتی ہے۔ اسی لئے ایک برطانوی باشندہ نے ''بیت الفتوح'' عمارت کو دیکھ کر کہا کہ جب سنگ مرمر سے بنی ہوئی یہ سادہ عمارت اس قدر خوبصورت اور دلکش ہے تو نہ معلوم تاج محل کی سیاحوں کو مبہوت کر دینے والی خوبصورتی ودلکشی اور موزونیت وزیبائش کا کیا عالم ہوگا۔

مسجد کا مسقّف حصہ (جو بظاہر بیضوی شکل میں بنا ہوا معلوم ہوتا ہے کسی قدر ہشت پہلو طرز کی عمارت کے طور پر بنایا گیا ہے) کا رقبہ ۵۰۰ ۳ مربع میٹر ہے اور دو منزلوں پر مشتمل ہے۔ بالائی منزل میں مرد احباب نماز ادا کرتے ہیں جبکہ نچلی منزل جو سطح زمین سے کسی قدر گہرائی میں واقع ہے خواتین نمازیوں کے لئے مخصوص ہے۔ مسجد کے مسقّف حصہ میں اعلیٰ قسم کا قیمتی قالین بچھایا گیا ہے اور بچھانے میں ایک خاص ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک صف سبز قالین کی ہے تو دوسری سفید اور سلیٹی رنگ کی خوبصورت آمیزش سے بنے ہوئے قالین کی ہے اور اس ترتیب کو پوری مسجد کے فرش میں قائم رکھا گیا ہے۔ اس طرح فرش خوبصورت بھی لگتا ہے اور صفیں سیدھی رکھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

بالائی منزل میں جانے کے لئے ڈھلوان نما زینہ کے علاوہ دو لفٹس (lifts) بھی لگائی گئی ہیں تاکہ عمر رسیدہ نمازی جو زینہ نہیں چڑھ سکتے، آسانی سے اوپر اور نیچے آجاسکیں۔ اس مسقّف حصہ میں تین سے چار ہزار تک نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ نچلی منزل میں روشنی پہنچانے کے لئے جدید ترین سائنٹیفک طریقہ اختیار کیا گیا ہے جو انگریزی اصطلاح کی رو سے Transulent Cladding کہلاتا ہے۔ پورے برطانیہ میں روشنی پہنچانے کے اس جدید سائنٹیفک طریقہ کا صرف اور صرف ایک اور ایسی جگہ ہے جہاں اہتمام موجود ہے اور وہ ہے ''چیلسی فٹ بال کلب''۔

مردانہ اور زنانہ دونوں حصوں سے ملحق علیحدہ دو ڈیوڑھی نما اینٹرینس ہال بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے گزر کر مسجد میں داخل ہوا جاتا ہے۔ ان اینٹرینس ہالز میں بھی سبز قالین بچھا ہوا ہے اور دیواروں کے ساتھ ساتھ اوپر نیچے لکڑی کے لمبے لمبے متعدد ریکس بنے ہوئے ہیں جن پر نمازی مسجد میں داخل ہونے سے قبل اپنے جوتے رکھتے ہیں۔ ان اینٹرینس ہالز (Lobbies) سے ملحق بڑی تعداد میں ٹائلیٹس اور واش بیسنز (Toilets and Was Basins) کا اہتمام کیا گیا ہے۔

مسجد کے مسقّف حصہ کی چھت کے اوپر ایک بہت خوبصورت اور پرشکوہ گنبد تعمیر کیا گیا ہے جس کا قطر ۱۵ء۵ میٹر ہے اور یہ زمین کی سطح سے ۲۳ میٹر اونچا ہے۔ مسجد کا اصل مینارہ ۵۳ میٹر بلند ہے اور یہ مینارہ اور گنبد دور دور سے نظر آتے ہیں۔

مسجد سے ملحق مختلف مقاصد کے لئے استعمال ہونے والا ایک بڑا یعنی وسیع عریض سپورٹس ہال ہے جو ''طاہر ہال'' کے نام سے موسوم ہے۔ یہ مختلف قسم کے کھیلوں کے لئے بھی استعمال ہوسکتا ہے اور مسجد نمازیوں سے پر ہو جانے کی صورت میں مزید احباب بہت بڑی تعداد میں اس میں نماز بھی ادا کر سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ برطانیہ کے مرکزی دفاتر اور ذیلی تنظیموں

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail-BELAboutique@aol.com

کے دفتروں کے لئے بھی وسیع کمرے اور سٹورز وغیرہ تعمیر کئے گئے ہیں۔ان کے علاوہ ایک وسیع ہال ''ناصر ہال'' کے نام سے موسوم ہے۔دفاتر اور ناصر ہال سے ملحق بالائی منزل کے طور پر ایک اور وسیع ہال بھی ہے جس میں بہت خوش نما قالین بچھا ہوا ہے جو ''نور ہال'' کہلاتا ہے۔اس میں جماعت احمدیہ انگلستان کی مرکزی شوریٰ منعقد ہوتی ہے۔چونکہ یہ ہال بالائی منزل کے طور پر بنایا گیا ہے اور ساتھ گزرنے والی سڑک (لندن روڈ) سے بہت قریب ہے اس کے دونوں سروں پر دو بہت خوبصورت برجیاں بنانے کے علاوہ ایک چھوٹے سائز کا چمکدار گنبد بھی بنایا گیا ہے اور اس کی جو لمبی دیوار سڑک سے صاف نظر آتی ہے اس پر ماربل پلاسٹر کر کے اس میں محراب دار بہت خوبصورت اور پروقار ڈیزائن بنائے گئے ہیں۔جب مسجد کی طرف جائیں تو یہ ہال اپنی چمک دمک کے ساتھ دور سے ہی نظر آنے لگتا ہے۔مسجد اور ان ہالز میں بیک وقت دس ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ان کے علاوہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے سابق امیر محترم آفتاب احمد خاں مرحوم کی یاد میں ایک ''آفتاب خاں لائبریری'' بھی قائم کی گئی ہے۔علاوہ ازیں جمنیزیم اور اسی قسم کی بعض دیگر سہولتوں کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔الغرض مسجد ''بیت الفتوح'' لندن کے مورڈن علاقہ میں شاندار عمارتوں کے ایک بہت خوبصورت کمپلیکس کے اضافہ کا موجب ہوئی اور علاقہ بھر کے لوگوں نے اس مسجد اور عمارتی کمپلیکس کی تعمیر کا بہت خوشدلی سے خیر مقدم کیا ہے۔لوگ بہت خوش ہیں کہ مسجد اور اس سے ملحق شاندار عمارتیں مورڈن کے علاقہ کو پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت بنانے کا موجب ہوئی ہیں اور سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز بنا دیا ہے۔

❁❁❁❁❁

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (انٹرنیشنل) کی

دس سالہ تقریب

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی نہایت کامیاب، مؤثر اور مفید کارکردگی کے دس سال پورے ہونے کی خوشی میں جماعت احمدیہ انگلستان نے ایم ٹی اے کے کارکنان اور جماعت کے عہدیداران اور معززین کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی جس میں ایک مفید اور دلچسپ پروگرام کے بعد پرتکلف کھانا پیش کیا گیا۔

موجودہ زمانے کی اس ایجاد کو عام طور پر تفریح اور عیاشی کا ذریعہ ہی سمجھا جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے نہایت جرأت، بہادری اور اخلاص وایثار سے کام لیتے ہوئے یہ ثابت کر دکھایا کہ ہر ایجاد مفید ہوتی ہے بشرطیکہ اس سے استفادہ کرنے کی نیت اور صلاحیت ہو۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ سے پہلی دفعہ اسلام کی اشاعت وتبلیغ اس قدر وسیع رنگ میں ممکن ہوئی جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ تلاوت کلام پاک، درس حدیث، درس ملفوظات اور خلیفۂ وقت کے خطبات جمعہ اس پروگرام کی بنیادی اور خاص باتیں ہیں۔ یہ تمام پروگرام دنیا کی مختلف، مشہور اور اہم زبانوں یعنی انگریزی، فرانسیسی، اردو، چینی، انڈونیشین، بنگالی، سواحیلی وغیرہ زبانوں میں نشر ہوتے ہیں۔پاکستان کی بعض علاقائی زبانوں پشتو، سندھی، سرائیکی وغیرہ میں بھی نشریات کا سلسلہ بہت عمدگی اور مؤثر طریق سے جاری ہے۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی دس سالہ رنگارنگ تقریب مسجد بیت الفتوح سے ملحق ''طاہر ہال'' میں منعقد ہوئی۔اس تقریب کو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی شرکت سے چار چاند لگ گئے۔منتظمین کا خدا بھلا کرے انہوں نے اس موقع پر حضرت مصلح موعودؓ کی مشہور زمانہ تقریر ''سیر روحانی'' میں سے نوبت خانوں کے موضوع پر کی گئی تقریر کے چند جملے حضور کی اپنی آواز میں سنا کر اس تقریب کو یادگار بنا دیا۔حضرت مصلح موعودؓ کی ولولہ انگیز پراثر ساحرانہ خطابت کا ایک نمونہ دیکھ کر بہت سی پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔

اس پروگرام میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے نہایت باموقع وبرجستہ ارشادات بھی دیکھنے اور سننے کا موقعہ ملا۔ یہ پروگرام حضور کے زمانہ میں حضور کی دعاؤں اور کوششوں سے شروع ہوا۔مگر حضور نے بڑی عاجزی و انکساری سے اس بے مثال کامیابی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل حاصل ہونے والا خدا تعالیٰ کا فضل قرار دیا۔

دس سالہ کامیابیوں اور ترقیات کی تصویری جھلکیاں مختصر اور محدود وقت میں پیش کرنا تو ممکن نہ تھا تاہم پروگرام کو دلچسپ بنانے کے لئے بعض ایسے مناظر کی جھلکیاں بھی دکھائی گئیں جن میں ایم ٹی اے کے ابتدائی کارکنوں کے بعض ایسے مناظر بھی تھے جو ناتجربہ کاری اور بے ساختگی کی وجہ سے مزاح اور لطائف کا رنگ لئے ہوئے تھے۔ان میں مکرم اسماعیل بی۔کے۔آڈو صاحب کے ساتھ حضور انورؒ کی خوشگوار یادیں بھی شامل تھیں۔ اسی طرح مبارک صدیقی صاحب کا مزاحیہ کلام بھی بہت دلچسپی سے سنا گیا۔

مکرم نصیر احمد شاہ صاحب اور مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ انگلستان نے بھی اپنی پرانی یادیں تازہ کیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے حسن سلوک اور ایم ٹی اے میں آپؒ کی غیر معمولی دلچسپی محنت اور توجہ کا بہت اچھے پیرایہ میں اظہار کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے کارناموں کو تہلکہ خیز قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اب ہمارے مخالفین بھی اس عظیم الشان منصوبے کی ہمہ گیری اور افادیت کی وجہ سے یہ کہنے اور ماننے پر مجبور ہیں کہ ان کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔اور آپس میں یہ کہتے ہوئے بھی سنے جاتے ہیں کہ اب ہم ان کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ان کے تو دو خلیفے ہوگئے ہیں۔جانے والے کے خطابات، خطبات اور مجالس سوال وجواب بھی برابر آرہی ہیں اور نئے خلیفہ

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

نماز جنازہ حاضر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۵/جنوری ۲۰۰۴ء بروز جمعرات قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ اہلیہ صاحبہ مکرم شیخ منصور احمد صاحب** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔جو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں ہیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مکرم منصور احمد صاحب مسجد فضل لندن کے کچن میں رضا کارانہ خدمت بجالاتے رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(۱)......مکرم شیخ محبوب عالم خالد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ۔ آپ ۱۲/جنوری ۲۰۰۴ء بروز سوموار فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ ۱۳/اپریل ۱۹۰۹ء کو ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد محترم خان فرزند علی خان صاحب جماعت کے معروف خادم تھے۔محترم شیخ صاحب مرحوم نے جماعتی خدمات کا آغاز یکم جون ۱۹۳۶ء کو کیا۔ ابتدائی تقرر مدرسۃ البنات میں اور پھر جامعہ احمدیہ میں پڑھاتے رہے۔تعلیم الاسلام ہائی سکول اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں طویل خدمات کی توفیق پائی۔۱۹۶۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کو ناظر بیت المال آمد مقرر فرمایا۔اس کے بعد مئی ۲۰۰۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو صدر صدر انجمن احمدیہ مقرر فرمایا۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ خاص میں ہوئی۔

نہایت منکسر المزاج، مخلص، لگن اور محنت سے خدمت کرنے والے تھے۔آپ نے تقریباً ستّر سال تک جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔آپ نے پسماندگان میں ۶ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۲)...... سلسلہ کے دیرینہ خادم **مکرم مولانا سعید احمد صاحب انصاری**۔مورخہ ۹/جنوری ۲۰۰۴ء کو لاہور میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ نے ایک لمبا عرصہ انڈونیشیا، ملائشیا اور سنگاپور میں مبلغ سلسلہ کے فرائض انجام دئے۔ریٹائرمنٹ سے قبل آپ جامعہ احمدیہ ربوہ میں بطور استاد خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ مرحوم مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ مبلغ سلسلہ (برطانیہ) کے خسر تھے۔

(۳)......تین ابتدائی درویشان قادیان۔

قادیان کے حالیہ جلسہ سالانہ کے بعد تین ابتدائی درویشان قادیان میں وفات پاگئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

(۱) مکرم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی۔
(۲) مکرم صوفی غلام محمد صاحب۔
(۳) مکرم نذیر احمد صاحب ننگلی۔

ان تینوں مرحومین نے زمانہ درویشی ہر قسم کے نامساعد اور کٹھن حالات کے باوجود نہایت وفا اور اخلاص کے لئے گزارا اور آخر وقت تک قادیان کی مقدس سرزمین میں مقیم رہے۔ اللہ ان سے بخشش اور رحمت کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کا خود نگہبان ہو۔

(۴)......مکرمہ کوثر خلیفہ صاحبہ (اہلیہ خلیفہ عبدالعزیز صاحب نائب امیر اول کینیڈا)

مکرمہ کوثر خلیفہ صاحبہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کا تعلق کینیڈا کے ابتدائی احمدیوں سے تھا۔مرحومہ نہایت نیک، مخلص، غریب پرور، اور خلافت سے بے انتہا عشق رکھنے والی خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ : تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ : پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

براہ کرم یہ چندہ اپنی مقامی جماعت میں ادا کریں۔

(مینیجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ''کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ مجھے ان کی زندگی کے آخری ایام میں ان کی خدمت اور تیمارداری کی توفیق پانے کی سعادت حاصل ہے۔ وہ میری زندگی میں آنے والی ان عظیم شخصیات میں سے تھے جن سے ملنامَیں اپنے لئے ایک عظیم اعزاز تصوّر کرتا ہوں۔ ذاتی طور پر ان سے میری پہلی ملاقات ۱۹۶۸ء میں لاہور میں ہوئی جہاں وہ طلبہ سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ آپ نے تین نصائح فرمائیں۔ اول یہ کہ کامیابی کا دارومدار اچھی صحت پر ہے۔ دوم یہ کے جو لیکچر کلاس میں کل ہونا ہے اس کے لئے آج ہی سے تیاری کرلی جائے اور جو سبق آج پڑھا ہے اس کی دہرائی بھی آج ہی ہو جائے۔ سوم یہ کے جہاں تک ممکن ہو مختلف جگہوں کے سفر کئے جائیں کیونکہ نت نئی جگہوں کے سفر انسان کے ذوق و شوق کی تسکین کے لئے نت نئے مشاغل کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

لیکن چوہدری صاحب کو فی الحقیقت قریب سے دیکھنے اور جاننے کا موقع مجھے اس وقت ملا۔ جب آپ ۱۹۸۰ء میں مسجد فضل لندن سے ملحق عمارت میں رہائش پذیر تھے۔ ایک روز Low بلڈ پریشر کی علامات محسوس ہونے پر آپ نے مجھے یاد فرمایا۔ دراصل شوگر کے مریض ہونے کی وجہ سے آپ انسولین کا انجکشن باقاعدگی سے لگواتے۔ مجھے بتایا گیا کہ آپ گزشتہ پچاس برس سے انسولین کا استعمال کررہے تھے۔ اور ان کا استعمال آپ نے ۱۹۲۰ء کی دہائی میں امریکہ میں "Joslin Clinic" میں شروع کیا تھا۔

حضرت چودھری صاحب کی حس مزاح نہایت لطیف تھی۔ ایک موقع پر میں آپ کے ساتھ ہسپتال گیا۔ آپ اس وقت ۸۷ برس کے تھے۔ چال میں ایک وجاہت رکھنے والے اور قدرے تن کر چلنے والے لیکن دل کے اتنے ہی حلیم اور بردبار عاجزی کا پیکر۔ ہیڈ نرس نے آپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا کہ کیا چوہدری صاحب کو انگریزی آتی ہے۔ مجھے اس کے سوال سے قدرے حیرانی ہوئی لیکن قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا چوہدری صاحب نے فرمایا ''جی ہاں۔ تھوڑی سی!''۔ کچھ ٹیسٹ وغیرہ کئے گئے اور آپ کو ایک آرام دہ بستر پر لٹا دیا گیا۔ آپ نے کچھ عرصہ قبل ہی ایک کتاب ترجمہ کی تھی۔ چنانچہ بغرض پروف ریڈنگ وہ بھی ساتھ ہی لیتے آئے تھے۔ اگلے پانچ گھنٹے کے دوران آپ نے ضروری تصحیح کا کام مکمل فرمالیا۔ ہیڈ نرس جو یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی، اُس سے رہا نہ گیا۔ اُس نے پوچھ ہی لیا کہ چوہدری صاحب کس پیشے سے منسلک ہیں۔ اسے یہ جان کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ وہ ایک عظیم انسان کی معیت میں تھی جو کہ بھارت اور پاکستان میں چودہ سال متعدد اعلیٰ انتظامی عہدوں پر متمکن رہ چکا تھا اور ۲۱؍برس تک قومی اور بین الاقوامی عدالتوں کے جج کے طور پر خدمات بجالا چکا تھا اور ۳ سال تک سفیر کی حیثیت سے بھی خدمت کرچکا تھا۔

آپؓ کی یادداشت انتہائی حد تک عمدہ تھی۔ ایک موقع پر جب میں نے ان سے درخواست کی کہ اگلی ملاقات نوٹ فرمالیں تو کہنے لگے میں نے کبھی ڈائری وغیرہ نہیں رکھی۔ درحقیقت آپ کو خداداد صلاحیت حاصل تھی کہ سالہا سال قبل گزرے واقعات نہایت درست طور پر وقت اور تاریخ کے ساتھ سنادیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ جب ان سے ملنے کے بعد لاہور سے راولپنڈی کے لئے روانہ ہونے لگا۔ میں نے آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تو فرمانے لگے کہ میں ہر روز تہجد کی نماز میں تقریباً 360 آدمیوں کے نام لے کر فرداً فرداً ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور مجھے بھی یہ اعزاز حاصل تھا کہ میں بھی ان افراد کی لسٹ میں شامل تھا۔ دنیاوی لحاظ سے ایک عظیم المرتبت (لیکن بے لوث) انسان کے منہ سے یہ الفاظ سننا میرے جیسے کم مایہ شخص کے لئے انتہائی خوشی کا موجب ہوئے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد قریباً ۸۸ برس کی عمر میں آپؓ نے اپنی تمام پونجی بنی نوع انسان کی فلاح کے لئے وقف کردی اور اسی سلسلہ میں ''ساؤتھ فیلڈ ٹرسٹ'' کے نام کا ایک ادارہ بھی قائم کیا جس کا مقصد ضرورت مند لوگوں کی عمومی مدد اور طلباء کی تعلیم میں مدد دینا ہے۔

مکرم حافظ عبدالرشید صاحب آف ننکانہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرم سعید احمد اظہر صاحب شاہد کے قلم سے مکرم حافظ عبدالرشید صاحب آف ننکانہ کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔ مکرم حافظ عبدالرشید صاحب ۱۵؍اگست ۲۰۰۳ء کو ربوہ میں وفات پاگئے۔ آپ موصی تھے اور تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

آپ کپورتھلہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی کسی بیماری کی وجہ سے آپ کی بینائی جاتی رہی لیکن ذہین تھے اس لئے تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن کریم حفظ کرلیا پھر اپنے گاؤں اور قریبی دیہات میں قل پڑھنے اور اسی طرح کے دیگر کاموں میں لگے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد یہ اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کرکے ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں میں آگئے اور ایک مسجد میں امام اور خطیب کے طور پر ملازم ہوگئے۔ ایک روز ایک دوسرے مولوی صاحب کے ساتھ ٹرین میں لاہور جارہے تھے کہ دو پادریوں سے آپ کی بحث ہوگئی۔ پادری نے سوال کیا کہ جب آپ قرآن کھولتے ہیں تو آپ کو کیسے علم ہوگا کہ کوئی آیت منسوخ ہوچکی ہے اور اس طرح ایمان کی بنیاد ہی مشکوک ہوجاتی ہے۔ یہ سوال سن کر آپ پریشان ہوگئے اور پادری کو کہا کہ ہم تحقیق کرکے آپ کو جواب دیں گے۔ چنانچہ لاہور پہنچ کر آپ کئی مساجد میں گئے اور وہاں کے علماء سے یہ سوال کیا لیکن سب نے ٹال دیا۔ اس پر آپ نے اپنے استاد کی طرف رجوع کیا۔ لیکن انہوں نے بھی یہی کہا کہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ بعض آیات منسوخ ہیں۔ آپ نے حسرت سے کہا کہ کاش ہمارا یہ عقیدہ ہوتا کہ کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ اس پر آپ کے استاد نے بتایا کہ یہ عقیدہ مرزائیوں کا ہے۔

اس پر آپ نے سوچا کہ ہوسکتا ہے دیگر اختلافی مسائل میں بھی مرزائی حق پر ہوں۔ چنانچہ ننکانہ صاحب پہنچ کر وہاں کے امیر جماعت مکرم ملک محمد شفیع صاحب سے رابطہ کیا اور پھر روزانہ عصر کے بعد وہاں جاکر اختلافی مسائل پر تحقیق کرنے لگے۔ کچھ ہی عرصہ میں صداقت کھل گئی اور آپ نے احمدیت قبول کرلی۔

جب گھر میں علم ہوا تو بہت مخالفت ہوئی حتیٰ کہ گھر کے برآمدہ میں ایک ستون کے ساتھ رسّی سے باندھ دیا اور روٹی پانی بند کردیا۔ صرف قضائے حاجت کے لئے کھولتے۔ تین چار دن بعد جمعہ کے روز آپ کے والد اور چچا آپ کو رسّی سے باندھ کر ایک مسجد میں لے گئے اور کہا کہ منبر پر چڑھ کر توبہ کرو۔ آپ نے منبر پر چڑھ کر وفات مسیح پر تقریر شروع کردی۔ اس پر والد اور چچا نے آپ کو مارنا شروع کیا۔ کچھ دیر میں خطیب بھی مسجد میں پہنچا تو حالات کا علم ہوکر اُس نے حافظ صاحب سے چند سوالات کئے تو آپ نے اُسے لاجواب کردیا۔ اس پر اُس نے کہا کہ آپ کے دل پر مہر لگ گئی ہے۔ چنانچہ مار پیٹ کر آپ کو چھوڑ دیا گیا۔ کچھ دور احمدیہ مسجد تھی۔ احمدی نوجوان بعد میں آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے اور پھر آپ کو رہنے کے لئے مسجد میں ہی جگہ دیدی گئی۔ کبھی کبھی آپ کے والد اور چچا کسی پیر فقیر یا مولوی کو لے کر آتے تاکہ آپ کا علاج کروائیں۔ سب یہی کہتے کہ چند منٹ میں آپ کو ٹھیک کردیں گے لیکن چند منٹ میں ہی لاجواب ہوکر وہ اپنی راہ لیتے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ جو اُس وقت ناظم ارشاد وقف جدید تھے، انہوں نے مکرم حافظ صاحب کو معلّم وقف جدید لگادیا۔ بعد میں آپ معلّم اصلاح و ارشاد کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ فارغ ہونے کے بعد پھر سالہاسال ننکانہ صاحب کی احمدیہ مسجد میں مقیم رہے۔ آپ نے پچاس سال سے زائد عرصہ نماز تراویح میں قرآن کریم سنانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ آپ کو سلسلہ کی کتب سننے کا بھی بہت شوق تھا۔ ہر نئی کتاب کو خریدتے اور کسی سے پڑھواکر سنتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی کئی عبارتیں آپ کو حفظ تھیں۔ آپ زبردست داعی الی اللہ تھے۔

اعزاز

☆ اردو اور پنجابی کے شاعر مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کو سال ۲۰۰۲ء میں PTv کے لئے پنجابی نغمے لکھنے پر ''بہترین نغمہ نگار'' کا ایوارڈ دیا گیا ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۸؍اکتوبر ۲۰۰۳ء کی زینت مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

دھوپ میں سارے کھڑے تھے سائباں کوئی نہ تھا
یوں لگا جیسے کہ سر پر آسماں کوئی نہ تھا
اس ہجوم دوستاں میں مہرباں کوئی نہ تھا
کارواں بے شک تھا ، میر کارِرواں کوئی نہ تھا
دل بجھے ویران چہرے اور اشکوں کی جھڑی
دیکھنے والوں نے دیکھی ہے قیامت کی گھڑی
خوف کے مطلع سے ابھرا امن کا اک آفتاب
ہجر کی پت جھڑ گئی ، نکلے گلاب اندر گلاب
غمزدہ ماحول کو ایسے ملی تھی آب و تاب
یک بیک آ جائے جیسے اک بڑھاپے پر شباب
ہر زباں پر ورد تھا بس کلمۂ توحید کا
روزہ داروں کے لئے گویا یہ دن تھا عید کا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۹؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم سلیم الدین سیف صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سارا چمن اداس ہے وہ گلبدن گیا
خاکِ وطن سے دُور غریب الوطن گیا
مہکے ہوئے گلاب سراپا ہیں احتجاج
اک پھول کیا گیا ہے کہ سارا چمن گیا
پھیلی ہوئی ہے تیرے بدن کی مہک یہاں
اے سجدہ گاہِ ذوق ترا بانکپن گیا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 Friday, February 13, 2004 Issue No. 07

بارھویں سارک کانفرنس

(رشید احمد چوھدری ۔لندن)

بارھویں سارک کانفرنس کا انعقاد ۴ تا ۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو اسلام آباد میں جناح کنونشن سنٹر پاکستان میں ہوا جس میں بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال، بھوٹان، سری لنکا اور مالدیپ کے وزراء اعظم اور سربراہان مملکت نے شرکت کی ۔سارک یعنی ساؤتھ ایشین ایسوسی ایشن فار ریجنل کوآپریشن سات ممالک جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے پر مشتمل ہے ۔اس آرگنائزیشن کا تصور ۱۹۸۰ء میں بنگلہ دیش کے صدر جنرل ضیاء الرحمٰن نے پیش کیا تھا۔ساتوں ملکوں کی باہمی رضامندی سے اس تنظیم کے اغراض و مقاصد اور طریق کار کی تفصیلات طے کرنے میں پانچ سال کا عرصہ لگا۔

اغراض و مقاصد:۔

(۱)...... سارک ممالک کے درمیان مختلف شعبوں میں تعاون اور اشتراک

(۲)...... علاقائی ترقی کے لئے وسائل کو یکجا کرنا۔

(۳)......باہمی تنازعات کے حل تلاش کرنا۔

(۴)......ماحولیاتی مسائل میں تعاون اور اشتراک ۔

(۵)......رکن ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات استوار کرنا۔

(۶)......امن وسلامتی کے قیام اور فروغ کے لئے موثر اجتماعی تدابیر اختیار کرنا

(۷)......رکن ممالک کی معاشی پسماندگی دور کرنا اور ان کے معیار زندگی کو بلند کرنا

سارک کے اجلاس:۔

سارک کی پہلی تاریخی سربراہ کانفرنس ۷/۸ دسمبر ۱۹۸۵ء کو ڈھاکہ میں ہوئی ۔بنگلہ دیش کے صدر حسین محمد ارشاد کو پہلا چیئر مین مقرر کیا گیا۔اس اجلاس میں سارک کے منشور اور نشان کی منظوری دی گئی۔ سارک کا نشان نیپال نے تیار کیا تھا۔

دوسری سارک سربراہ کانفرنس ۱۶ نومبر ۱۹۸۶ء کو بھارت کے شہر بنگلور میں منعقد ہوئی ۔اس کانفرنس میں یہ تجویز کیا گیا کہ سارک کے لئے ایک مستقل سکریٹریٹ کی ضرورت ہے ۔ چنانچہ اس سلسلے میں نیپال کے دارالحکومت کو سارک کے سیکرٹریٹ کے طور پر منتخب کیا گیا ۔بنگلہ دیش کے ابوالحسن کو اس کا پہلا سیکرٹری چنا گیا۔

تیسری سارک سربراہ کانفرنس ۲ تا ۴ نومبر ۱۹۸۷ء نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں منعقد ہوئی ۔

چوتھی سارک سربراہ کانفرنس پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ہوئی ۔

پانچویں سارک کانفرنس مالدیپ کے دارالحکومت مالے میں ۲۲ اور ۲۳ نومبر ۱۹۹۰ء کو ہوئی مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم چیئر مین منتخب ہوئے ۔

چھٹی سارک کانفرنس سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں ۲۱ دسمبر ۱۹۹۱ء کو منعقد ہوئی جس کی صدارت پریماداسا نے کی ۔کانفرنس میں رکن ممالک کی ترقی کے لئے مشترکہ فنڈز قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

ساتویں سارک کانفرنس ۱۰ اور ۱۱ /اپریل ۱۹۹۳ء کو بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں منعقد ہوئی۔

آٹھویں سارک کانفرنس ۲ مئی ۱۹۹۵ء کو بھارت کے دارالحکومت دہلی میں منعقد ہوئی اس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۱۹۹۶ء کے سال کو خواندگی کا سال منایا جائے۔

نویں سارک کانفرنس مالدیپ کے دارالحکومت مالے میں ۱۲ مئی تا ۱۴ مئی ۱۹۹۷ء کو منعقد کی گئی۔

دسویں سارک کانفرنس ۲۹ جولائی تا ۳۱ جولائی ۱۹۹۸ء کو سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں ہوئی ۔ سری لنکا کی صدر چندریکا کمارا ٹنگا بندرانائیکے کو کانفرنس کا صدر مقرر کیا گیا۔

گیارھویں سارک کانفرنس نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں ۶ جنوری ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوئی۔

سارک ممالک کی صورت حال:۔

سارک ممالک میں ساڑھے ۵۱ کروڑ افراد خط غربت کے نیچے زندگی گذار رہے ہیں ۔ان کی روزانہ آمدنی ایک ڈالر سے بھی کم ہے۔دنیا کی کل نیم فاقہ کش آبادی کا نصف سارک ممالک میں ہے۔خواندگی کی شرح بہت کم ہے ۔آپس میں کئی تنازعات ہیں مثلاً پاکستان اور بھارت کے درمیان کشمیر کا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے دونوں ملکوں کے حالات کشیدہ رہتے ہیں اور دونوں ممالک میں بجٹ کا خطیر حصہ ڈیفنس پر خرچ ہو جاتا ہے ۔اگر یہ مسئلہ نہ ہو اور دونوں ممالک کے آپس میں اچھے تعلقات ہو جائیں تو یہی رقم غربت دور کرنے میں صرف کی جاسکتی ہے۔

سارک ممالک کی ۱۲ویں سربراہ کانفرنس

اس کانفرنس میں سارک سوشل چارٹر پر دستخط کئے گئے جس کے مطابق غربت کے خاتمے مساوی انسانی حقوق اور عدم تشدد کو سرفہرست رکھا گیا۔سارک ممالک کے شہریوں کو پینے کے لئے صاف پانی کی فراہمی، بچوں اور خواتین کے حقوق کی نگہداشت، معمر افراد کی دیکھ بھال اور انسانی وسائل کی ترقی کے لئے مشترکہ کوششیں کرنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔وسائل اور آمدنی کی مساوی تقسیم کو یقینی بنانے پر زور دیا گیا۔ اقتصادی اور سماجی ترقی اور شہریوں کو باوقار اور بھرپور زندگی کے مواقع فراہم کرنا اس کے بنیادی مقاصد قرار دئے گئے اس چارٹر پر عملدرآمد کے لئے کمیٹی کے قیام اور طریقہ کار بھی وضع کیا گیا۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ سارک ممالک میں آزاد تجارت کے معاہدہ پر جنوری ۲۰۰۶ء سے عمل شروع ہو گا ۔یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ کوئی بھی رکن ملک اس معاہدے کے اطلاق کے بعد علیحدہ ہونے کا حق محفوظ رکھ سکے گا ۔اس معاہدہ کے تحت رکن ممالک کے درمیان براہ راست تجارت کے لئے اقدامات کئے جائیں گے ۔آرٹیکل نمبر ۲ کے مطابق جنوبی ایشیا میں آزاد تجارت کا علاقہ قائم کر کے علاقائی تجارت اور اقتصادی تعاون کو فروغ دیا جائے گا۔مشترکہ ’’اعلان اسلام آباد‘‘ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جنوبی ایشیا کے ممالک دہشت گردی کی تمام اقسام کی مذمت کرتے ہیں اور اس کے خلاف بلا امتیاز جنگ جاری رکھیں گے۔ سارک ممالک آپس میں اچھے ہمسایوں کے تعلقات کو بھی فروغ دیں گے ۔سال ۲۰۰۵ء کو جنوبی ایشیا میں سیاحت کے سال کے طور پر منانے کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔

اسلام آباد اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ دہشت گردی اور اس کی تمام اقسام نہ صرف سارک کے ممالک بلکہ پوری انسانیت کے لئے ایک چیلنج ہے اور اسے کسی بھی قیمت پر کسی بھی حالت میں قبول نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دہشت گردی اقوام متحدہ اور سارک چارٹر کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے اور اس سے عالمی امن اور سلامتی کو سنگین خطرات لاحق ہیں ۔تمام سارک ممالک اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ دہشت گردی کے خاتمے سے متعلق تمام عالمی کنونشنز پر عملدرآمد کریں گے جن کے وہ فریق ہیں۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ سارک سربراہ کانفرنس کا اگلا اجلاس اگلے سال بنگلہ دیش میں منعقد ہوگا۔

❁❁❁❁❁

بقیہ:مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی دس سالہ تقریب از صفحہ نمبر ۱۳

کے خطبات وہدایات کا سلسلہ بھی اپنے روایتی طریق پر جاری ہو چکا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے ایم ٹی اے کے رضا کاروں کی دس سال کے لمبے عرصہ میں شاندار رضا کارانہ خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو اس امر کا اندازہ بھی نہیں ہوسکتا کہ ان رضا کاروں نے جن میں جماعت کے مرد، عورت، چھوٹے بڑے سب شامل ہیں کس طرح روزانہ اپنے وقت کی قربانی پیش کی اور کسی کو یہ پتہ تک نہیں چلنے دیا کہ یہ کام باقاعدہ تربیت یافتہ لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں ہے ۔حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض دفعہ مجھے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ ایم ٹی اے کے لئے باقاعدہ تنخواہ دار کام کرنے والے رکھے جائیں ۔مگر مَیں ان سے یہ کہتا ہوں کہ ہمارے رضا کاروں نے جس طرح بے نفسی اور خلوص سے کام کیا ہے اس طرح کوئی تنخواہ پانے والا کارکن کام نہیں کرسکتا اور یہ بھی کہ مجھے ہرگز یہ اندیشہ نہیں ہے کہ یہ لوگ کام کرتے کرتے تھک جائیں گے اور مَیں ان کو ثواب سے محروم نہیں کرنا چاہتا جو یہ گزشتہ دس سال سے حاصل کر رہے ہیں۔

❁❁❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
نصائح

پس راتوں کو اٹھ کر روؤ۔دعائیں مانگو اور اس طرح اپنے اردگرد ایک دیوار رحمت بنالو۔خدتعالیٰ رحیم وکریم ہے ۔وہ اپنے خاص بندوں کو ذلت کی موت کبھی نہیں مارتا۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۲۲)

❁❁❁❁

آپس میں مل جل کر بیٹھ جاؤ ۔جس قدر تم آپس میں محبت کرو گے اسی قدر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۳۷)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔